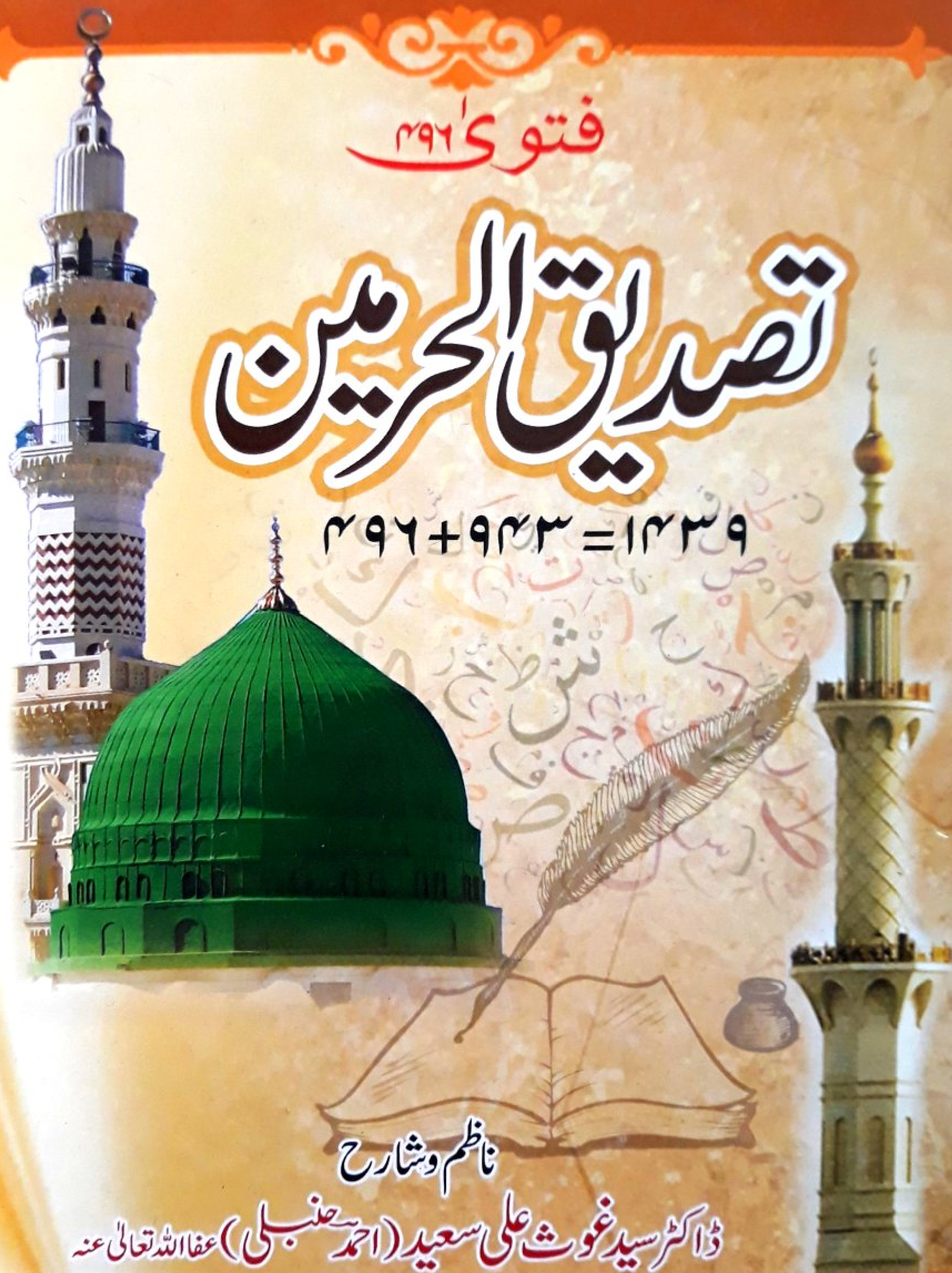
"عقائد شاہ" کا منظوم اردو ترجمہ ومنثور شرح موسوم بہ اسم تاریخی



فتویٰ ۴۹۶

تصدیق الحرمین

۴۹۶+۹۴۳=۱۴۳۹

ناظم وشارح

ڈاکٹر سید غوث علی سعید (احمد حنبلی) عفا اللہ تعالیٰ عنہ

"عقائد شاہ"

کا منظوم اردو ترجمہ و منثور شرح موسوم بہ اسم تاریخی

فتوی ۴۹۶

تصدیق الحرمین

۴۹۶+۹۴۳=۱۴۳۹

ناظم و شارح:

ڈاکٹر سید غوث علی سعید (احمد حنبلی)

عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر

محی اکیڈمی

نام کتاب : تصدیق الحرمین (شرح عقائد شاہ)

تاریخی نام : فتوی تصدیق الحرمین

مترجم وشارح : ڈاکٹر سید غوث علی سعید (احمد حنبلی)

سن اشاعت : ۱۴۳۹ھ م ۲۰۱۸ء

کمپیوٹر کتابت سید عظیم الدین قادری

صفحہ سازی : الامین گرافکس محمد وقار الدین فون:9848553197

طباعت : انوار گرافکس، فون:9390045494

قیمت : -/150 روپے

ناشر : محی اکیڈیمی، قاضی پورہ، حیدرآباد۔سیل:9966345145

ملنے کے پتے : ☆ درگاہ حضرت خواجہ محبوب اللہؒ، قاضی پورہ، حیدرآباد

☆ محی اکیڈیمی، حیدرآباد برانچ آفس۔نواب صاحب کنٹہ۔8897340286

This book will be available at

www.rmp.qps.in

فہرست

***

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد!

ہمارے روحانی پیشوا ومقتدا ومجدد دین وملت حضرت سیدنا خواجہ محبوب اللہ کے والد ماجد حضرت میر پرورش علی المعروف سید محمد بادشاہ حسینی شاہؔ عالم باعمل، واعظ خوش بیاں، شاعر شیریں سخن، فقیر بے ریا، صوفی باصفا، پیر کامل، حلیم الطبع، رقیق القلب، منکسر المزاج، خلیق وداد رس غرض یہ کہ بے شمار خوبیوں کے مالک اور حافظ وقاری تھے۔ سنہ ولادت ۱۲۳۶ء بتایا جاتا ہے۔ آپ کے تمام فرزندان ولی، تمام پوتے اور نواسے ولایت کے مرتبے پر فائز ہوئے اور ایسی انفرادیت وخصوصیت ہر ولی کے حصے میں نہیں آتی۔ راقم کا شعر ہے

مجھ سے کیا پوچھتے ہو کہ شہؔ کون ہیں؟ وہ ولی ہیں اور ایسے انوکھے ولی

جن کے بیٹے ولی جن کے نبسے ولی، جن کے سارے کے سارے نبیرے ولی

آپ کا وصال ۲۳ ربیع الثانی ۱۲۸۶ء کو ہوا۔ سنہ وفات لفظ ''غفور'' سے نکلتا ہے۔ آپ نے حیات النبی، توسل، تصرفات اولیاء اور استمداد جیسے اہم ترین موضوعات پر جن کو بد اعتقادیوں نے مابہ النزاع بنا رکھا ہے، ایک رسالہ تحریر کیا تھا جو عربی میں ہے۔ دراصل یہ رسالہ مختلف اہم کتب کے مطالعہ کے دوران حاصل کردہ مواد پر مشتمل ہے جو غالباً آپ نے سفر حجاز کے دوران ترتیب دیا تھا۔ اس کتاب میں کتاب وسنت اور اکابرین امت کے اقوال وعقائد کی روشنی میں مختصر بحث کی گئی ہے۔ یہ رسالہ قلمی نسخے کی شکل میں دستیاب ہوا تھا جسے حضرت ہی کے نبیرہ حضرت حکیم سید محمد باقر حسینی طارقؔ علیہ الرحمہ نے لفظ بہ لفظ ترجمہ فرما کر حضرت کے سو سالہ

عرس شریف کے موقع پر ۱۴۳۸۶ میں پہلی بار شائع کروایا اور اس کو ''عقائد شاہ'' سے موسوم کیا۔ رسالے کے آخر میں اس وقت کے علمائے حرمین کی جانب سے لکھی گئی عبارتیں بھی شامل ہیں جس میں انھوں نے کتاب میں دیے گئے علمی وایمانی مواد کی حقانیت وصحت کی تصدیق کی ہے۔

ایک دن اس کتاب کے مطالعے کے دوران راقم کی طبیعت موزوں ہوئی تو چند اشعار نکل آئے چنانچہ خیال کیا کہ پوری کتاب کا منظوم ترجمہ کرنا چاہیئے۔ ارادہ کو تقویت ہوئی تو اللہ جل شانہ کی مدد حاصل ہوئی اور تمام کتاب نظم ہوگئی۔ جب اس نظم کو کتاب کی شکل میں شائع کرنے کا خیال ہوا تو سوچا کہ ساتھ ہی ساتھ شرح بھی کردوں تا کہ اہم موضوعات کے افہام و تفہیم میں عام آدمی کو کوئی دقت پیش نہ آئے اور بالخصوص حضرت کے سلسلے سے وابستہ افراد کو یہ بات معلوم ہو کہ ان موضوعات پر حضرت کا ایمان وعقیدہ کیا تھا۔ بہر حال اللہ کی توفیق کا طلبگار ہوتے ہوئے یہ کام شروع کیا گیا۔ ارادہ تھا کہ تفصیلی شرح لکھی جائے لیکن کچھ معاشی مصروفیات ایسی حائل ہوئیں کہ تفصیل میں جانے کا موقع نہ مل سکا۔ چونکہ اس کتاب پر حرمین کے علماء نے مہر تصدیق ثبت کی ہے اس لئے اس کتاب کا نام ''تصدیق الحرمین'' رکھنے کا خیال ہوا۔ پھر تاریخی نام کے سلسلے میں کرر غور کیا تو ''فتوی تصدیق الحرمین'' میں تاریخ ۱۴۳۹ء نکل آئی۔ پس اسی سال اس کو شائع کردینا مناسب معلوم ہوا۔ والد ماجد حضرت سید ابو عبداللہ الحسین شہنشاہ قادری مدظلہ اور آفتاب خطابت حضرت ڈاکٹر سید محمود صفی اللہ حسینی وقار پاشاہ مدظلہ کو دکھانے کے بعد یہ منظوم ترجمہ وشرح شائع کی جارہی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے برادران سلسلہ اس سے استفادہ کریں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے گا۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین۔

گدائے کوچہ محبوب اللہ

ڈاکٹر سید غوث علی سعید (احمد حنبلی)

المرقوم: ۱۸ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ

مطابق یکم اگست ۲۰۱۸ء بروز چہار شنبہ

عقائد شاہ (عربی)

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد ﷺ واله واصحابه اجمعين۔ اما بعد!

ينبغي اذا دخل الزائر فى المدينة المنورة ان يقف محاذاة شباكِ النبى صلى الله عليه وسلم بمسافة اربع اذرع ويلازم الادبَ والخشوع والتواضع غاض البصرَ فى مقام الهيبة۔ كما كان يفعل بين يديه فى حياته صلى الله عليه وسلم وليستحضر علمه بوقوفه بين يديه وسماعه لسلامه كما هو فى حال حيٰوته۔ اذ لا فرق بين موته وحيٰوته۔ لامته ومعرفته باحوالهم لامته ومعرفته باحوالهم ونياتهم و عزائمهم وخواطرهم و ذلك عنده جليٌّ لا خفاء به (كذا فى مواهب لدنيه بعينه)۔ ان ذلك عبارة عن اقبال خاصٍ والتفات روحانيٌ يحصل من الحضرة النبوية الىٰ عالم الدنيا و قوالب الاجساد القرابية وتنزل علىٰ دائرة البشرية۔ حتىٰ يحصل عنده رد الاسلام وهذا الاقبال يكون عاماً شاملاً حتىٰ لو كان المسلمون يسلمون فى كل لمحة اكثر من الف الف لو سعهم۔ ذالك الاقبال النبويّ والالتفات الروحانى ولقد رائت من ذالك ما لا استطيع ان اُعَبّر عنه۔" ولقد احسن من سُئِلَ كيف يرد النبى صلى الله عليه و اله وسلم علىٰ من يسلم عليه فى مشارق الارض ومغاربها فى آنٍ واحدٍ وانشد قول ابى الطيب:

"كالشَّمسِ فى وسطِ السماءِ و نورها
يَغشِى البلاد مشارقاً و مغارباً"

وقال النبی صلی الله علیه وسلم صلوتکم تبلغنی حیثما کنتم۔
واحضِر فی قلبك النبی صلی الله علیه واٰله وسلم وشَخصه الکریم وقل سلام علیك ایها النبی ولیُصدق فی انه یبلغه ویرد علیك. (مرقات من عینه ما هوا و فی منه ۱۲)(احیاء العلوم بعینه)

ولا ریب ان حال النبی صلی الله علیه وسلم فی البرزخ افضل و اکمل من حال الملئِکة ۔هذا سیدنا عزرائیل علیه السلام یقبض مأة الف روح فی وقتٍ واحدٍ ولا یشغله قبض عن قبض وهو مع ذالك مشغول بعبادة الله مقبل علی التسبیح والتقدیس فنبینا صلی الله علیه واله وسلم یصلی ویعبد ربه و یشاهدهُ ولا یزال فی حضرته مقترباً مستلذاً بسماع خطابه۔ کذا احوال بعض خواص اولیاء الله من امته صلی الله علیه واله وسلم۔ مثل سید عبد القادر جیلانی و شیخ معروف الکرخی و غیرهما ۔ وقال صلی الله علیه واله وسلم: صلوٰتکم تبلغنی حیثما کنتم۔ قال القاضی وذالك ان النفوس القدسیة اذا تجردت عن العلایق البدنیة خرجت واتصلت بالملأ الاعلیٰ ولم یبق لها حجاب فتری الکل کالمشاهد بنفسها او باخبار الملك لها وفیه سرٌّ یطلع علیه من تیسر له یا محمد التفات الیه وتضرع لدیه لیتوجه الیه روحه الی الله ویغنی السائل عما سواه و عن التوسل الیٰ غیر مولاه۔ (ملا علی قاری علی حصن حصین بعینه)۔ ویکون الرسول علیکم شهیدا واما لواحق الغیب فهو ما اظهره علی بعض احبائه لوحة علمه وخرج ذالك عن الغیب المطلق وصار غیباً اضافیاً وذالك اذا تنور الروح القدسیة وازداد اشراقها بالاعراض عن ظلمة عالم الحِسّ و تجلیة ذات القلب عن صداء الطبیعة والمواظبة علیٰ العمل وفیظان الانوار الالٰهیة حتیٰ یقوی النور وینبسط فی فضاء قلبه فینعکس فیه النقوش المرتسمة فی اللوح المحفوظ و یطلع علی المغیبات

ویتصرف فی اجسام العالم السفلیٰ بل یتجلیٰ حینئذٍ الفیاض الاقدس معرفة التی ھی اشرف العطایا (مرقات من عینیه). اخرجه الطبرانی عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم: ان الله قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما ھو کائن فیها الیٰ یوم القیامة کانما انظر الیٰ اخر ھذہ (مواھب لدنیه من عینه) ومنھا انه حیّ فی قبرہ وکذالك الانبیاء. ویصلی فیه باذان و اقامة ولذالك قیل لا عدة علی ازواجه. (مواھب لدنیه من عینه). فان قلت القرآن ناطق بموته علیه الصلوة والسلام: قال الله تعالیٰ: انك میت وانھم میتون. وقال علیه السلام: انی مقبوض. وقال ابوبکر الصدیق رضی الله عنه: فان محمداً قدمات واجمع المسلمون علیٰ الاطلاق ذالك .واجاب الشیخ تقی الدین السَبّکی رحمه الله: بأن ذلك الموت غیر مستمر و انه علیه الصلوة والسلام اُحیِیَ بعد الموت ویکون انتقال الارث ونحوہ مشروطا بالموت المستمر والا فالحیٰوة الثانیه حیات اخرویة, ولا شك انھا اعلیٰ و اکمل من حیٰوة الشھداء ثابتة للروح بلا اشکال وقد ثبت انّ اجساد الانبیاء لا تبلیٰ وعود الروح الی الجسد ثابت فی الصحیح لسائر الموتیٰ فضلاً عن الشھداء. فضلاً عن الانبیاء وانما النظر فی استمرارھا فی البدن وفی ان البدن یصیر حَیاً کَحَالتهٖ فی الدنیا وحیّاً بدونھا وھی حیث شاء الله فانّ ملازمة الروح للحیوة امرٌ عادی لا عقلی مما یَجُوزهُ العقل, فان صح به سمع اُتبع وقد ذکر من العلماء ویشھد له صلوة موسیٰ فی قبرہ فان الصلوة تستدعی جسداً حیّاً و کذلك الصفات المذکورة فی الانبیاء لیلة الاسراء کلھا صفات الاجسام ولا یلزم من کونھا حیٰوة حقیقیة ان یکون الابدان فیھا کما کانت فی الدنیا من الاحتیاج الیٰ الطعام والشراب وغیر ذالك من صفات الاجسام التی تشاھدھا بل یکون لھا حکم اٰخرُ فلیس فی العقل ما یمنع من اثبات الحیات الحقیقیة لھم واما الادراکات کالعلم والسماع

فلا شك انّ ذلك ثابت لهم ولسائر الموتى حكاه الشيخ زين الدين المراغى (مواهب لدنيه من عينه)

ان لم يكن فى البيت احدٌ فقل: السلام على النبى ورحمة الله وبركاته لان روح نبينا عليه الصلوة والسلام حاضرٌ فى بيوت اهل الاسلام (ملا على قارى)

تُوفى ابو حنيفة رحمة الله عليه ببغداد، قبره به يزار و يتبرك۔ ولما دخل الشافعيّ زار قبره وصلى عنده ركعتين فلم يرفع يدى فى التكبير (مرقات من عينه)۔ وبعد نحو سنين من موته استسقى اهل سمرقند مراراً فلم يُسقوا فقال بعض الصالحين لقاضيها ارى ان يخرج الناس الى قبر البخارى نستسقى عنده فعسى الله ان يسقينا ففعل وبكى الناس عند القبر وشفعوا لصاحبه فارسل الله تعالى من السماء بما غزيرٍ اقام الناس من اجله سبعة ايام لا يستطيع نحو الوصول الى سمرقند (مرقاة عينه)۔ قال الامام الشافعى قبر موسى الكاظم ترياق مجربٌ لاجابة الدعاء۔ لهم فى برزخهم تصرفات وبركات لا يحصى عددها ولا يحصر (مرقات من عينه)۔ قال حجّة الاسلام محمد الغزالى: كُلّ يُستمدّ به فى حياته يستمد بعد وفاته۔ وقال احدٌ من المشائخ: رايت اربعة من المشائخ يتصرفون فى قبورهم كتصرفهم فى حيوتهم او اكثر (لمعات من عينه)۔

قال الشيخ ابو العباس الحضرمى يوماً: هل امداد الحى اقوى ام امداد الميت؟ قلت انهم يقولون امداد الحى اقوى وانا اقول امداد الميت اقوى۔ فقال نعم، لانه بساط الحق (لمعات شرح مشكوة من عينه)۔ والنقل فى ذالك كثير من هذه الطائفة ولم يعرف فى الكتاب والسنة واقوال السلف ما ينافى ذالك۔ ما ادرى ما المراد بالاستمداد والامداد الذى ينفيه المنكر والذى

یفهمه ان الداعی المحتاج الفقیر الی الله یدعوا الله و یطلب حاجته من فضله تعالیٰ ویتوسل بروحانیة هذا العبد المکرم عنده تعالیٰ و یقول اللهم ببرکة هذا العبد الذی رحمته واکرمته ومالك به من اللطف والکرم اقض حاجتی واعط سوالی انك انت الکریم المعطی او ینادی هذا العبد المکرم والمقرب عند الله تعالیٰ ویقول یا عبد الله او یا ولی الله اشفع لی وادع ربك وسله ان یعطی سوالی ویقضی حاجتی فالمعطی والمسئول والمامول، هو الرب وما العبد فی البین الا الوسیلة (لمعات من عینه). قد حدث فی زماننا ژر ذمة ینکرون الاستمداد من الاولیاء الذین نقلوا من هذه الدار الفانیة الی الدار الباقیة الذین هم احیاء عند ربهم ولکنهم لا یشعرون. ویسمون المتوجهین الیهم مشرکین بالله کعبدة الاصنام یقولون ما یقولون ومالهم علیٰ ذلك من علم ان هم الا معترضون (لمعات من عینه).

واما قولهم یا شیخ عبد القادر فهو نداء واذا اضیف الیه شئی لله فهو طلب شئی اکراما لله فما الموجب بحرمته فلا یجوز الاغترار بما فی قید الشرائد ونظم الفرأید ومن قال شیئاً لله بعض یکفره اذلا وجه لذلك و کیف ذلك مع قولهم لا یخرج العبد من الایمان الا بجحود ما ادخله فیه. وقولهم الکفر شئی فلا یکفر المسلم اذا اختلف فیه ولو بروایة ضعیفة ومعاذ الله ان یوجد الکفر بذلك وقد قال شارحه وینبغی ان یرجح فیها عدم الکفر و وجه التکفیر انه طلب شئیا لله وهو جل و علیٰ غَنِیٌّ عن کل شئٍ والکل محتاج الیه وهذا لا یختلج فی خاطر احد فان ذکره للتعظیم کما فی قوله تعالیٰ فان لله خمسه.

(فتاوی مصنفه استاذ صاحب در المختار من عینه)

اللهم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد صلی الله علیه والی وسلم انی اتوجه بك الیٰ ربك فی حاجتی هٰذه لتقضی لی اللهم فشفعه.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عقائدشاہ

کامنظوم اردوترجمہ

مسلماں قبر اطہر کی زیارت کو اگر جائے
شباکِ مصطفی سے چند قدموں پہ ٹھہر جائے
خشوع و احترام و عجز کو ہر دم روا رکھے
ادب کے ساتھ وہ اپنی نگاہوں کو جھکا رکھے
حیاتِ ظاہری میں جس طرح اکرام لازم ہے
ضریحِ پاک کا بھی اس طرح اکرام لازم ہے
سمجھنا چاہئے ، ہے مصطفی کے روبرو حاضر
سلام ایسا کرے، آقا ہیں اس کے سامع و ناظر
یقیں اس بات کا رکھنا ہے سارے جانے والوں کو
کہ آقا جانتے ہیں سب ارادوں کو خیالوں کو
ہیں سب احوال، حضرت کی نگاہوں کی رسائی میں
نہیں ہے فرق کچھ موت و حیاتِ مصطفائی میں
جواب آقا عنایت کرتے ہیں سب کے سلاموں کا
بیک لمحہ جو لاکھوں بار بھی پہنچے غلاموں کا
یہ خاص اقبال و روحانی توجہ سے عبارت ہے
قلوبِ اہل دنیا کے لئے فیضِ نبوت ہے

بکر نے زید سے پوچھا کہ وہ رحمت مآبؐ اپنے
دیا کرتے ہیں اک لمحہ میں کس طرح جواب اپنے
سلام آتے ہیں جب ہر جاسے، کیا مشرق ہو کیا مغرب
جواباً زید نے اس کو سنایا شعرِ بو طیّب
مثال اس کی ہے سورج کی، جو یوں تو آسماں پر ہے
پر اس سے مشرق و مغرب کا ہر گوشہ منور ہے
قسم اللہ کی، برزخ میں بھی وہ ذات افضل ہے
اور اس کا حال احوالِ ملائک سے بھی اکمل ہے
ہزاروں روح کر لیتے ہیں قبض اک ساتھ عزرائیل
مگر پھر بھی نہیں ہوتے وہ لمحہ بھر کو بھی غافل
وہ کرتے ہی نہیں غفلت کبھی طاعت گزاری میں
علاوہ اس کے وہ مشغول ہیں تقدیسِ باری میں
محمد مصطفےٰ اپنے نمازی بھی ہیں عابد بھی
جمال ذات پاکِ کبریائی کے مشاہد بھی
انہیں حاصل ہے قُربِ حق، سو اس کا فیض پاتے ہیں
خطاب حق سنا کرتے ہیں، سن کر لطف اٹھاتے ہیں
یہی حالت ہے امت کے کئی اہلِ بقا کی بھی
کہ جن میں شیخ جیلانیؒ بھی ہیں اور شیخ کرخیؒ بھی
درودوں کے تعلق سے مرے سرکار کہتے ہیں
کہ تم بھیجو جہاں سے بھی، پہنچ کر ہی وہ رہتے ہیں
نفوسِ قدسیہ کے بارے میں فرماتے ہیں قاضیؒ
کہ جسمانی علائق سے وہ ہو جاتے ہیں جب خالی

ہوا کرتا ہے اہل قرب سے جب اتصال ان کا

اٹھاتا ہے حجابات نظر جب ذوالجلال ان کا

کبھی ان کو فرشتے واقف اسرار کرتے ہیں

کبھی ہر شئے کا وہ از چشم خود دیدار کرتے ہیں

سو اپنے خانہ دل میں نبی کی ذات کو رکھ کر

کہا کرنا سدا ''تم پر سلام اے شافع محشر''

اور اس پر یہ یقیں رکھنا، پہنچتا ہے سلام ان تک

پہنچتا ہی نہیں بلکہ جواب آتا بھی ہے بے شک

عقیدہ اس سے اولٰی اور کوئی ہو نہیں سکتا

یہی ''مرقات'' میں ہے اور غزالیؒ نے بھی یہ لکھا

پکارے یا محمد ان کی جانب ملتفت ہوکر

تضرع، گریہ، زاری کا بنا کر خود کو وہ پیکر

تو اس کی روح پر آقا توجہ اپنی ڈالیں گے

اور اس کو حق تعالٰی کی طرف اس طرح پھیریں گے

کہ ہوجائے گا سائل بے نیاز اُس کے سوا کُل سے

وہ مستغنی رہے گا غیرِ مولا کے توسل سے

عقیدہ ہے یہ حضرت شاہؒ کا اے بندۂ باری

یہی لکھتے ہیں در حصنِ حصیں ملا علی قاری

''گواہ امت پہ ہوں گے مصطفٰی'' قرآن کہتا ہے

ہے ظاہر علم غیب اس سے، یہی ایمان کہتا ہے

کہ رب ظاہر کیا کرتا ہے اپنا لوحِ علم ایسا

کہ اس کے بعض محبوبوں کو مل جاتا ہے غیب اس کا

یہ غیب مطلقِ اللہ سے غیب اضافی ہے
وہ علم غیب ذاتی ہے تو یہ غیب عطائی ہے
یہ تب ہوتا ہے روح القدس جب پرنور ہوجائے
کہ محسوسات کے عالم ں ظلمت دور ہوجائے
اگر زنگِ طبیعت دور ہو اور دل جلا پائے
عمل پیہم رہے ، انوار حق کا فیض مل جائے
فضائے دل قوی نورانیت سے جگمگائے گی
ضیائے نورِ حق ہر سمت دل میں پھیل جائے گی
جو دل پر منعکس ہوں گے نقوشِ لوحِ محفوظی
تو دل پر منکشف ہوں کے امورِ عالم غیبی
تصرف، پھر وہ ، بر اجسام سفلی کرنے لگتا ہے
تبھی فیاض بھی اس پر تجلی کرنے لگتا ہے
نتیجہ ہے یہ اس عرفاں کا ، جو اشرف عنایت ہے
یہی مذکور ہے مرقات میں بھی، اور حقیقت ہے
اور اُس میں ہے، کہ ہے ذاتِ نبی زندہ و تابندہ
اور اپنی اپنی تربت میں ہیں سارے انبیاء زندہ
نمازوں سے سجائی جاتی ہے آقا کی تربت بھی
اور اس طرح کہ ہوتی ہے اذاں بھی اور اقامت بھی
رکھی عدت نہ کل ازواج پر شرعت کے بانیؐ نے
'مواہب' میں یہی لکھا امامِ قسطلانی نے
اگر تو یہ کہے، قرآں، کہ جو ہے مصحفِ صادق
ہے انچالیس ویں سورہ میں ان کی موت پر ناطق

جہاں پر انك میت کلام پاک، میں آیا
وہیں نود کو بھی عبدِ خاصؑ نے مقبوض فرمایا
ہے پھر قدمات قولِ حضرت صدیق اکبر بھی
ہوئے ہیں مجتمع مسلم علی الاطلاق اس پر بھی
کہا ہے سبؑ کی نے موت، پر سمجھایا پھر اسؑ
کہ ہے تو موت، پر کہتے ہیں غیر مستمر اس کو
خدا نے موت کے بعد اُن کو پھر سے زندگی دی ہے
بشکل موت ان کا انتقال ارثی و فطری ہے
حیاتِ ثانیہ نام اُس حیات اخروی کا ہے
شہیدوں کی حیات ثابتہ ہے، بھی جو اعلیٰ ہے
حیات اخروی سے ہے نہ کوئی زندگی کامل
حیات روح کو تسلیم کرنے میں ہے کیا مشکل
سلامت جسم ہیں سب انبیاء کے انکی قبروں میں
حدیثوں سے ہے ثابت لوٹنا روحوں کا جسموں میں
شہیدوں کی فضیلت ہے مسلّم عام روحوں پر
مسلم ہے فضیلت انبیاء کی کل شہیدوں پر
بدن میں روح کا دنیا میں استمرار ایسا تھا
کہ جب تک جسم میں تھی روح تو وہ جسم زندہ تھا
مگر ہوتا ہے وہ جو مرضیٔ خلاق و ہادی ہے
کہ حاجت روح کی عقلی نہیں ہے، امر عادی ہے
ہوئی گر زندگی ثابت تو پھر تابع سماعت ہے
اسی پر اہل علم و حق کی قائل اک جماعت ہے

نمازیں قبر موسی میں، ہیں کافی اس گواہی کو
جسد مطلوب ہے زندہ، نمازوں کی ادائی کو
صفات اس طرح تھے معراج میں کل نبیوں کے
صفات ایسے کہ جیسے ہوتے ہیں انسانی جسموں کے
پر اصلی زندگی لازم نہیں کرتی کہ جسم ان کے
وہاں بھی ایسے زندہ ہوں کہ زندہ تھے یہاں جیسے
وہاں پر دوستو اسباب الگ ہوتے ہیں جینے کے
یہاں محتاج ہوتے ہیں بشر کھانے کے پینے کے
جدا حکم اور جدا عالم وہ یاں محتاج واں مختار
تو پھر عقل اس حقیقی زندگی کا کیوں کرے انکار
حیات اخروی میں بھی سماع و علم ہے ثابت
نبی تو ہیں نبی، رکھتی ہیں ادراکات ہر میت
بیان اس کو کیا ہے شیخ زین الدین مراغی نے
یہی لکھا مواہب میں امامِ قسطلانی نے
اگر خالی ہو گھر تو السلام اے مصطفی کہنا
ہے ثابت بیتِ مسلم میں نبی کی روح کا رہنا
امام اعظم ہوئے بغداد میں جب سے بحق واصل
زیارت کرتے ہیں سب اور تبرک کرتے ہیں حاصل
زیارت شافعی نے کی، ادا کیں رکعتین اس جا
کیا ہرگز نہ لیکن آپ نے رفعِ یدین اس جا
وفاتِ بوحنیفہ کے برسہا بعد کی ہے بات
کہ آیا قحط کچھ ایسا کہ ہوتی ہی نہ تھی برسات

دعائیں کیں سمرقندی مسلمانوں نے مولا سے
مگر تالاب سوکھے ہی رہے اور کھیت سب پیاسے
ملی قبرِ بخاری پر دعا کرنے کی جب رائے
کہ شائد ان کے صدقے ہی میں کچھ برسات ہوجائے
تو پھر اہل سمرقند آگئے قبرِ بخاری پر
دعا کرنے لگے ان کی شفاعت مانگ کر روکر
خدا کا فضل ایسا ہوگیا، اتنی ہوئی بارش
کہ ہفتہ ہوگیا تھا، پھر بھی تھمتی ہی نہ تھی بارش
وہیں بارش کے باعث سات دن ٹھہرا رہا ہر کس
نہ ہوپائے وہ اپنے شہر کو بغداد سے واپس
تصرف اتنا برزخ میں ہے ان کا حد نہیں جن کی
اور اس کے اس قدر برکات ہیں گنتی نہیں کوئی
دعاؤں کی قبولیت پہ کہنا شافعی کا ہے
کہ قبرِ موسیٰ کاظم کیا ہے؟ تریاق آزمودہ ہے
غزالی کہتے ہیں دنیا میں تھا جو قادر الامداد
ہے بعد مرگ بھی ہر طرح جائز اس سے استمداد
کہا اک شیخ نے، میں نے مشائخ چار دیکھے ہیں
تصرف اپنی قبروں سے بھی جو دکھلاتے رہتے ہیں
حقیقت یہ کہ قبروں میں تصرف اور بڑھتا ہے
اسے معلوم ہوگا یہ کہ جو "لمعات" پڑھتا ہے
ابوالعباس شیخِ حضرمی نے ایک دن پوچھا
مدد کرنے میں زندہ اور مردہ کون ہے اقویٰ

کہا پھر آپ نے، سب نے کہا امداد زندہ کی
مگر میں نے کہا ان سے قوی ہوتی ہے مردہ کی
سبب کیا ہے بتاؤں ؟ کیوں مرا ایسا عقیدہ ہے
کہ بعدِ مرگ ہر مومن بساطِ حق میں رہتا ہے
لکھا اس پر ہر عالم نے، جو اہل حق کی صف میں ہے
خلاف اس کے نہ نص میں ہے نہ اقوالِ سلف میں ہے
خدا جانے کہ منکر کیوں کرے ہے ردِ استمداد
اور استمداد سے کیا ہے مرادِ منکر امداد
مگر جو جانتا ہے، اس حقیقت کو سمجھتا ہے
کہ ہر داعی خدا کے سامنے محتاج ہوتا ہے
بیاں کرتا ہے اپنے رب کی درگہ میں وہ حال اپنا
خدا کے فضل سے پھیلاتا ہے دستِ سوال اپنا
توسل کرتا ہے یعنی بناتا ہے وسیلہ وہ
خدا کے پاس روحانیتِ عبدِ مکرم کو
وہ کہتا ہے کہ اے اللہ اس بندے کی برکت سے
کیا لطف وکرم جس پر کہ تو نے اپنی رحمت سے
کریما فضل سے اپنے ضرورت میری پوری کر
عطائیں کرنے والے رب ! مری مقصد براری کر
کبھی دیتا ہے وہ اس کو ندا جو بندۂ رب ہے
حضورِ کبریا تکریم والا ہے مقرب ہے
وہ کہتا ہے ولی اللہ! مرے حق میں دعا کردے
سفارش کر کہ جو مانگا ہے میں نے، رب عطا کردے

خدا ہی معطی و مسئول اور مامول ہوتا ہے

یہ بندہ اور کیا ہے؟ درمیاں میں اک وسیلہ ہے

زمانے میں ہمارے اک گروہ ایسا بھی نکلا ہے

جو کل ولیوں سے استمداد کا انکار کرتا ہے

ولی وہ ہیں حدوں کو توڑکر جو دارِ فانی کی

فضاؤں میں گذارا کر رہے ہیں دار باقی کی

خدا کے پاس وہ زندہ ہیں اور تاباں ہے نور ان کا

مگر منکر سمجھ پائیں، نہیں ایسا شعور ان کا

خدا جس کو شعور و فہم سے محروم کرتا ہے

توسل کو وہ کفر و شرک سے موسوم کرتا ہے

یہ سارے معترض جو لب پہ آیا کہہ نکلتے ہیں

نہ اہل علم ہیں وہ اور نہ ان کی رہ پہ چلتے ہیں

جہاں تک قول یا شیخ عبد قادر شیء للہ ہے

طلب اکرام رب سے ہے تو حرمت کا سبب کیا ہے

فریب و اعتزار اچھا نہیں قید سرائد میں

کہ شامل ہوگئی یہ بات اقوالِ فرائد میں

کوئی تو شیئًا للہ کہنے پر تکفیر کرتا ہے

سبب ہے ہی نہیں اس کا مگر تکفیر کرتا ہے

یہ قول آیا کہ تب، تک کفر ثابت ہو نہیں سکتا

نہ جب تک بندہ منکر ہو کسی بھی رکن ایماں کا

یہ قول آیا کہ اس مسلم کو کافر مت کہا جائے

وہ جس کے کفر و ایماں میں ذرا بھی اختلاف آئے

پناہ اللہ کی، کیا شرح ہے ان خستہ حالوں کی
کہ یوں تکفیر کردی شیئً للہ کہنے والوں کی

طلب کرنا ہے یہ بندے سے اُس اللہ کی خاطر
جو ہے سب سے غنی برتر، جو ہے ہر چیز پر قادر

کسی کو بھی نہ ہو خلجان اس استدلال کے باعث
کہ یاں للہ ہے تعظیم اور اجلال کے باعث

کہ جیسے ذکر ہے ''قرآن'' میں مال غنیمت کا
کہ جس کے پانچویں حصے میں ہے اللہ کا حصہ

حدیث پاک استخراج فرماتے ہیں طبرانی
کہ ارشاد نبی ہے جس کے ہیں ابن عمر راوی

کیا میرے لئے دنیا کو مولا نے بلند اتنا
کہ میرے سامنے واضح نظر آتی ہے یہ دنیا

میں سب کچھ دیکھتا رہتا ہوں کیسا ہونے والا ہے
ابد تک ہر کسی کے ساتھ کیا کیا ہونے والا ہے

خدایا مانگتا ہوں تجھ سے اور تیری طرف مڑ کے
وہ ذی رحمت نبی تیرے محمد کے وسیلے سے

بنا کر میں وسیلہ یا محمد تیری صورت کو
خدا کی بارگہ میں رکھ رہا ہوں اپنی حاجت کو

ترے صدقے خدا پوری کرے میری ضرورت کو
میرے اللہ کرلینا قبول ان کی شفاعت کو

***

شرح عقائدِ شاہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱۔آداب حاضری مدینہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد عليه السلام واله واصحابه اجمعين. اما بعد!

حضرت شاہ اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے مواہب لدنیہ کی یہ عبارت نقل فرماتے ہیں: ينبغي اذا دخل الزائر فی المدينة المنورة ان يقف محاذاة شباكِ النبی صلی الله عليه وسلم بمسافة اربع اذرع ويلازم الادبَ والخشوع والتواضع غاض البصرَ فی مقام الهيبة. كما كان يفعل بين يديه فی حياته صلی الله عليه وسلم وليستحضر علمه بوقوفه بين يديه وسماعه لسلامه كما هو فی حال حيوته۔

ترجمہ: جب زائر مدینہ منورہ میں داخل ہوتو اسے چاہئے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جالی مبارک کے محاذی چار ذراع کی دوری پر ہی ٹھہر جائے (قریب جانے کی کوشش نہ کرے اور اپنے آپ پر) ادب واحترام، خشوع وخضوع اور عاجزی وتواضع کو لازم کرے۔ اس رعب ودبدبہ والی جگہ پر نظریں ایسی نیچی کر لینا چاہئے جیسی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں آپ کے روبرو کی جاتی ہے۔اور اس بات کو ہمیشہ ذہن میں رکھے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا سلام ایسے سن رہے ہیں جیسے ظاہری حیات طیبہ میں سماعت فرماتے تھے۔

یوں تو مدینہ منورہ ہی افضل ترین شہر ہے اور اس پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کا وہ حصہ جو جسم اطہر سے متصل ہے کعبۃ اللہ سے بھی بلکہ عرش وکرسی لوح وقلم اور ساری

کائینات سے افضل ہے کیون کہ خدا اور اس کی صفات کے سوا ہر چیز مخلوق ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں۔ پس لازم ہے کہ اس مقدس ترین مقام پر سراپا عجز وانکسار بن کر نہایت ہی ادب واحترام کا مظاہرہ کریں۔قریب جانے کی کوشش نہ کریں بلکہ تھوڑے فاصلے پر ہی ٹھہر کر صلوۃ وسلام عرض کریں کیوں کہ ہم اس قابل نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پاک کے قریب بھی جاسکیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ؎

محبت نے میرے دامن کو باندھا ان کے دامن سے
میں ایک بندہ کمینہ اور وہ محبوب سبحانی

سچ تو یہ ہے کہ ہمارے زبان وقلم اس خطہ ارضی کی فضیلتوں، رحمتوں اور برکتوں کی کیفیت کا اظہار کرنے سے بھی قاصر اور احاطہ کرنے سے عاجز ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من زار قبری وجبت له شفاعتی'' (جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی)۔ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے اور چھ محدثین کرام بشمول امام احمد بن حنبل نے اس کو روایت کیا ہے۔ حفاظ حدیث نے کہا ہے کہ اس حدیث کے متابعات اور شواہد موجود ہیں۔اس حدیث کے منکرین کے جواب میں تفصیلی بحث نقل فرمانے کے بعد امام سبکی نے لکھا ہے کہ ''اگر اس حدیث کو صحیح درجہ کی حدیث ماننے میں تامل بھی کیا جائے تب بھی یہ حدیث درجہ حسن میں تو ضرور آئے گی۔''

ایک اور حدیث ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من حج فزار قبری بعدہ فانی کان کما زارنی فی حیاتی۔(جس نے حج کیا پھر اس کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو وہ ایسا ہوگا جیسا اس نے میری حیات میں مجھ سے ملاقات کی)۔اس حدیث کی دارقطنی نے تخریج کی اور طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں بیان کی اور دیگر کئی محدثین نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من حج البیت ولم

یزرنی فقد جفانی ۔(جس نے حج بیت اللہ ادا کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے میرے ساتھ بے وفائی کی)۔اس حدیث کے راوی بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں جس کو ابن عدی نے کامل میں روایت کیا ہے۔ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں شامل کیا ہے لیکن امام سبکی نے فرمایا ہے کہ وہ حدیث جس کی سند میں کوئی راوی ایسا نہیں جس پر جھوٹ کی تہمت لگائی جاسکتی ہے،اس کو موضوعات میں شامل کرنا زیادتی ہے۔

ایک اور حدیث ہے: من زار قبری او قال من زارنی کنت له شفیعا و شهیدا ۔(حضور نے فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی یا یوں فرمایا کہ جس نے مجھ سے ملاقات کی میں اس کے لئے شفاعت کرنے والا اور گواہی دینے والا رہوں گا)۔اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور حضرت عمرؓ تک اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔اس طرح اور بے شمار احادیث ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قبر شریف کی زیارت نہ صرف مستحب ہے بلکہ نہایت ہی بابرکت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی طرح مفید ہے،لہذا زیارت میں آداب کا خیال بھی اس طرح رکھنا چاہئے جیسا کہ ظاہری حیات طیبہ میں رکھا جانا ضروری ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے زیارت رسول کے آداب سکھاتے ہوئے قرآن مجید میں فرمایا: يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (سورۃ الحجرات، آیت: ۲)۔اے ایمان والو! نبی کی آواز سے اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اور ان کے پاس بات ایسے چلا کر نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو۔(ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر تک نہ ہو۔اس آیت کے نزول کے بعد روایت میں آتا ہے کہ صحابہ کرام نے بہت احتیاط کر لی تھی اور خدمت اقدس میں بہت ہی پست آواز میں عرض معروض کیا کرتے تھے چنانچہ ان آداب کا خیال رکھنے والوں کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ (سورۃ الحجرات، آیت: ۳) (بے شک جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں وہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے۔ان کے لئے مغفرت ہے اور بہت بڑا اجر ہے)۔ چنانچہ بخشش وثواب پانے اور دل میں پرہیزگاری پیدا کرنے کے لئے آداب رسالت کا لحاظ کرنا لازم قرار پایا۔ اس لئے حضرت شاہ نے فرمایا کہ چار ذراع پہلے ہی ٹھہر جانا چاہئے۔ والد ماجد حضرت شہنشاہ قادری لکھتے ہیں کہ پیر و مرشد حضرت سید محی الدین حسینی رحمۃ اللہ علیہ کعبۃ اللہ کے قریب یا مدینہ پاک میں روضہ اقدس کے قریب جانے میں بڑا احتیاط فرماتے تھے۔ایک بار عرض کیا گیا کہ آگے چلئے ہم لے چلتے ہیں تو ہماری طرف پلٹ کر تعجب کی نگاہوں سے دیکھا اور فرمایا: ”وہاں وہ ہیں تو یہاں کون ہیں“ ”پھر فرمایا: بابا! قریب جانے کے شوق میں لوگوں کو ٹھوکریں مارنا گستاخی ہے۔ یہ بڑا دربار ہے“۔ (باران حکمت صفحہ:٦٦)

***

۲۔حیات وممات نبی

قبر شریف کی زیارت حیات طیبہ میں ملاقات کی طرح کرنے کی تلقین کرتے ہوئے حضرت شاہ اپنا عقیدہ بیان کرتے ہیں:

اذلا فرق بین موتہ وحیوتہ۔ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذلک عندہ جلیٌّ لا خفاء بہ (کذا فی مواھب لدنیہ بعینہ)۔ ان ذلک عبارۃ عن اقبال خاصٍ والتفات روحانیٍّ یحصل من الحضرۃ النبویۃ الیٰ عالم الدنیا وقوالب الاجساد القرابیۃ وتنزل علیٰ دائرۃ البشریۃ۔

آپ کی امت اور امت کے احوال، نیتوں، ارادوں اور دل کی باتوں کو جاننے کے مقابلے میں آپ کی حیات وممات میں کوئی فرق نہیں ہے کیوں کہ سب کچھ آپ پر ظاہر ہے، کچھ بھی چھپا نہیں ہے۔ اسی طرح مواہب لدنیہ میں بھی لکھا ہے کہ یہ اقبال خاص اور روحانی التفات سے عبارت ہے جو عالم دنیا اور انسانی جسموں کی طرف بشریت کے دائرے میں دربار نبوت سے اترتی ہے۔

مشہور تابعی سعید بن مسیبؒ روایت کرتے ہیں کہ: لیس من یوم الا وتعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعمال امۃ غُدوۃً وعشیۃً فیعرفھم بیسماھم واعمالھم فلذلک یشھد علیھم۔ (کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب امت کے اعمال صبح وشام نبی کی خدمت میں پیش نہ ہوتے ہوں۔ سو آپ ان کی صورتوں اور اعمال کے ساتھ ان کو پہچانتے ہیں اور اسی لئے تو (روز قیامت) آپ ان کی گواہی دیں گے)۔ (المواہب اللدنیہ: ۲: ۳۸۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اعمال کا پیش ہونا اور پھر آپ کا ان کے چہروں اور ان

کے اعمال تک کو جاننا یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ: ''لیس هناك موت ولا فوت بل هو انتقال من حال الی حال وار تحال من دار الی دار وان المعتقد المحقق انه حی یرزق'' (یہاں موت ہے نہ وفات بلکہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا ہے اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف کوچ کرنا ہے۔ تحقیق شدہ اعتقاد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں)۔ (المرقات، ۱۱:۲۸۶)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ''فیوض الحرمین'' میں بیان کرتے ہیں کہ: ''ان له خاصیه من تقویم روحه بصورة جسده علیه الصلاة والسلام وانه الذی اشار الیه صلی الله علیه وسلم بقوله ان الانبیاء لا یموتون وانهم یصلون ویحجون فی قبورهم وانهم احیاء الی غیر ذالك ولم اسلم علیه قط الا وقد انبسط الی وانشرح وتبدیٰ وظهر وذالك لانه رحمة للعالمین'' (۸۴-۸۵)

(معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو جسم کی صورت میں قائم کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جس کا آپ نے اپنے ارشاد میں اشارہ فرمایا ہے کہ انبیاء مرتے نہیں۔ وہ تو اپنی قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں اور حج بھی کرتے ہیں کیوں کہ وہ زندہ ہوتے ہیں۔ اور جب بھی میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے میری طرف مسرت کا اظہار کیا، انشراح فرمایا، سامنے آئے اور اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ یہ سب اس لئے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں)۔ (۸۵-۸۴)

سورۃ انفال کی آیت نمبر ۳۳ ''وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط'' کے تحت ملا علی قاری نے شرح الشفاء میں لکھا ہے کہ: هذه الامنة ظاهرة فی عمومهم (اس کا اطلاق حیات ظاہری اور حیات اخروی دونوں پر ہے)

سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۳ ''وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا'' (اور تمھیں یہ ہرگز نہیں کرنا چاہیے کہ تم رسول اللہ کو تکلیف پہنچاؤ۔ تم ان کے بعد ان کی ازواج سے ہرگز کبھی نکاح نہ کرو) کا شان نزول بیان کرتے ہوئے

شفاء السقام میں (صفحہ ۲۰۹ پر) لکھا ہے کہ: قال معمر وبلغنی ان طلحة قال لو قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم لتزوجت عائشة۔

(معمر نے کہا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ طلحہ نے یہ کہا ہے کہ جب نبی کی روح قبض ہو جائے تو میں عائشہ سے نکاح کرلوں گا)۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ازواج مطہرات سے نکاح کی حرمت دو وجوہات کی وجہ سے ہے۔ ایک تو وازواجهم امهاتهم ہے کہ ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں اور ماں سے نکاح حرام ہے۔ اور دوسری وجہ اس آیت میں بیان ہو رہی ہے کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دینے والے پر دونوں جہاں میں اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔

روح کے قبض ہو جانے کے بعد اذیت ہونے کا تذکرہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ نبی زندہ ہوتا ہے۔ وفات کے بعد اذیت کا ہونا ناقابل فہم بات ہے۔ اس لئے علماء حق کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کی ظاہری وفات کے بعد بھی آپ کی ازواج آپ کے نکاح میں بدستور باقی ہوتی ہیں، بیوہ نہیں ہوتیں۔

یوں تو شہید فی سبیل اللہ بھی زندہ ہیں لیکن ان کی بیوائیں دوبارہ نکاح کر سکتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء کی زندگی شہیدوں کی زندگی سے بھی اکمل ہے۔ امام قسطلانی لکھتے ہیں کہ:
"قد ثبت ان الانبیاء یحجون ویلبون فان قلت کیف یصلون ویحجون ویلبون وهم اموات فی الدار ولیست دار عمل فالجواب انهم کالشهداء بل افضل منهم والشهداء احیاء عند ربهم یرزقون فلا یبعد ان یحجوا ویصلوا" (اور بے شک ثابت ہو چکا کہ انبیاء کرام حج کرتے ہیں اور تلبیہ کہتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ وہ مردہ ہیں اور دوسرے گھر میں ہیں اور وہ دار العمل نہیں ہے تو جواب یہ ہے کہ ان کا حال شہداء کی طرح بلکہ ان سے بھی افضل ہے اور وہ اپنے رب کے پاس رزق پاتے دئے جاتے ہیں تو اگر وہ حج کریں اور نماز پڑھیں تو کیا بعید ہے؟)

امام ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں حضرت انس بن مالک سے مروی ایک حدیث شریف نقل کی ہے کہ ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' (انبیاء زندہ ہوتے ہیں اور اپنی قبروں میں صلوٰۃ ادا کرتے ہیں)۔

ملاعلی قاری جمع الوسائل جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۳۳۸ پر لکھتے ہیں: ''وانہ لم یقل احد ان قبورھم وارواحھم غیر معلقة باجسادھم لئلا یسمعوا سلام من یسلم علیھم و کذا اورد ان الانبیاء یلبون ویحجون ونبینا صلی اللہ علیہ وسلم اولی بھذہ الکرامات''۔ بے شک کوئی یہ نہیں کہتا کہ ان کی قبریں ان کے اجساد (جسموں) سے خالی ہیں اوران کی ارواح کا ان کے اجسام سے کوئی تعلق نہیں اور جو کوئی ان پر سلام پیش کرتا ہے وہ اسے نہیں سنتے تو ایسا ہی انبیاء کے بارے میں آیا ہے کہ بیشک انبیاء کرام تلبیہ کہتے ہیں اور حج کرتے ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کرامات کے بہت زیادہ حق دار ہیں۔

ابن ماجہ نے جمعہ کے دن درود پڑھنے سے متعلق حدیث ذکر کرتے ہوئے روایت کیا ہے کہ: ''اکثروا عَلَیَّ صلوۃ یوم الجمعة فانہ یوم مشھود تشھد الملائکة فان احدا لن یصلی الا عرفت علی صلوتہ حتی یفرغ منھا قال قلت بعد الموت: قال: وبعد الموت۔ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق'' (ابن ماجہ،۱:۵۲۴)۔ (جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو کیوں کہ یہ یوم مشہود ہے اوراس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جو بھی جمعہ کے دن مجھ پر سلام پڑھتا ہے اس کا سلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہوجائے۔ میں نے کہا، یارسول اللہ ﷺ کیاموت کے بعد بھی؟ فرمایاہاں موت کے بعد بھی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کوکھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اوررزق دیا جاتا ہے)۔

***

۳۔ نبی کا ردِّ سلام

حضرت شاہ اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے مرقات کی یہ عبارت نقل فرماتے ہیں کہ:

"حتیٰ یحصل عندہ رد السلام وھذا الاقبال یکون عاماً شاملاً حتیٰ لو کان المسلمون یسلمون فی کل لمحۃ اکثر من الف الف لوسعھم۔"۔

(یہاں تک کہ سلام کا جواب حاصل ہوتا ہے اور یہ اقبال عام طور پر شامل ہوتا ہے۔ حتی کہ اگر مسلمان ایک لمحہ میں ہزار ہزار بار سے زیادہ بھی سلام بھیجیں تو کافی ہوتا ہے)۔

سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مامن احد یسلم عَلیَّ الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام" (سنن ابی داؤد:۲۸۶، مشکوۃ المصابیح:۸۶)۔ (جب بھی کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ میری روح کو واپس لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں)۔ اب ہوسکتا ہے کہ یہاں کوئی سوال کرے کہ روح کو لوٹائے جانے کی بات سے تو وفات ثابت ہوتی ہے کیوں کہ جب حیات ہیں تو روح کو لوٹایا کیوں جارہا ہے؟ اس کے جواب میں علماء ومحدثین نے کئی نکات بیان کئے ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ یسلم مضارع ہے اور رد اللہ ماضی ہے۔ نحوی قاعدہ کے مطابق جب فعل ماضی حال واقع ہو تو وہاں قد چھپا ہوا ہوتا ہے۔ اس صورت میں یہ معنی نہیں لئے جاسکتے کہ جب سلام پڑھا جائے اس وقت روح لوٹائی جائے گی بلکہ معنی یہ ہوں گے کہ سلام پڑھنے سے پہلے ہی روح لوٹادی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کئی باتیں اور بھی ہیں جیسے ا۔ روح کے نکلتے وقت تکلیف ہوتی ہے۔ کیا ہر بار روح ڈالی اور نکالی جارہی ہے؟ ۲۔ روح کا بار بار جسم سے نکلنا اور داخل ہونا کہیں ثابت نہیں ہے بلکہ یہ نص قرآن کے خلاف ہے کیوں کہ قرآن میں ہے: "رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ" (اے ہمارے رب تو نے ہمیں دوبار موت دی اور دوبار زندگی بخشی) (سورہ مومن۔۱۱)۔

دراصل اس حدیث میں روح سے مراد وہ رُوح نہیں ہے جو موت کے وقت نکالی جاتی ہے بلکہ اس سے رَوح (را پر زبر کے ساتھ) خوشی اور راحت مراد ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''فَرَوْحٌ وَّرَیحَانٌ'' (تو سُرور و فرحت اور روحانی رزق واستراحت ہے)

امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب اور مشرف فرشتوں کو بھی ارواح کہا جاتا ہے جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام کو بھی قرآن مجید میں روح سے یاد کیا گیا ہے۔ اس طرح اس حدیث کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مقرب فرشتے کو متعین کرتا ہے تا کہ نبی پر سلام کو پہنچائے۔

امام بیہقیؒ نے شفاء السقام (صفحہ ۱۵۴) میں اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''الانبیاء بعد ما قبضوا ردت علیھم ارواحھم فھم احیاء عند ربھم کالشھداء''۔ (تمام انبیاء کی روحوں کو قبض کرنے کے بعد لوٹا دیا گیا ہے سو وہ شہیدوں کی طرح اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔)

اسی طرح علماء و محدثین نے اس کے کئی جوابات دیے ہیں۔

حضرت شاہ نے آگے لکھا ہے کہ ''ذالك الاقبال النبویّ والالتفات الروحانی ولقد رائت من ذالك ما لا استطیع ان اُعَبِّر عنه۔'' (یہ نبوت کا اقبال ہے اور روحانی التفات ہے جسے میں نے بھی دیکھا ہے مگر اس کو بیان کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا)۔ حضرت شاہ آگے علامہ زرقانی کی یہ عبارت بھی لکھتے ہیں: ''ولقد احسن من سُئِلَ کیف یرد النبی صلی اللہ علیه و اله وسلم علیٰ من یسلم علیه فی مشارق الارض ومغاربھا فی اٰنٍ واحدٍ وانشد قول ابی الطیب:

''کالشَّمسِ فی وسطِ السماءِ و نورھا
یَغْشیِ البلاد مشارقاً و مغارباً''

(کسی سے سوال کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زمین کے کونے کونے سے سلام بھیجنے والوں کا جواب آن واحد میں کیسے دیتے ہیں تو انھوں نے اچھا جواب دیتے ہوئے (عربی کے

مشہور شاعر) ابوطیب کا شعر پیش کیا: جیسے کہ سورج آسمان کے اوپر ہے مگر اس کا نور مشرق و مغرب کے تمام شہروں پر پھیل جاتا ہے)۔ ابوطیب کا ایک اور شعر بھی اس سے متصل ہے جو عقائد شاہ میں مذکور نہیں ہے۔ وہ یہ ہے:

کالبدر من حیث التفت رأیته

یھدی الی عینیك نورا ثاقبا

جیسے کہ چودھویں کا چاند، کہ جہاں سے بھی اسے تو نے دیکھا وہ تیری آنکھوں کو روشن کرنے والا نور فراہم کرتا ہے

پھر آپ نے یہ حدیث بیان کی ہے: "وقال النبی صلی الله علیه وسلم صلوتکم تبلغنی حیثما کنتم" (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے جہاں سے بھی تم بھیجو)۔ اسی طرح کی ایک اور حدیث الخصائص الکبریٰ جلد دوم صفحہ ۲۸۰ میں بیان کی گئی ہے کہ "صلوا علی وسلموا حیث ما کنتم فیبلغنی سلامکم وصلاتکم" (تم جہاں کہیں سے بھی مجھ پر درود پڑھو تمہارا وہ سلام اور درود مجھے پہنچ جائے گا)

صاحب مشکوۃ نے بھی حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ایک حدیث بیان کی ہے جس میں ابوھریرہؓ نے فرمایا: "سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا تجعلوا بیوتکم قبورا ولا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیث ما کنتم" (مشکوۃ:۸۶)۔ (میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ۔ مجھ پر درود پڑھو کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے جہاں سے بھی تم بھیجو)۔

اس کے بعد آپ نے احیاء العلوم مصنفہ امام غزالیؒ جلد اول صفحہ ۱۶۹ کی یہ عبارت نقل کی ہے جو نورالدین ابوالحسن علی بن سلطان محمد الھروی المعروف ملا علی قاری نے بھی مرقات شرح مشکوۃ میں نقل کی تھی۔ "واحضر فی قلبك النبی صلی الله علیه واله وسلم

وشخصه الكريم وقل سلام عليك ايها النبی وليُصدق فی انه يبلغه ويرد عليك۔ (مرقات من عینہ ماھواولی منہ ۱۲) (احیاء العلوم بعینہ)۔

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ اور بزرگ شخصیت کو اپنے دل میں جلوہ گر مان اور عرض کر: السلام عليك ايها النبی اور یہ یقین رکھ کہ سلام آپ تک پہنچتا ہے اور آپ ایسا جواب عنایت فرماتے ہیں جو اس سے بھی بہتر ہوتا ہے)۔

***

۴۔ برزخ میں صالحین کا حال

پھر حضرت شاہ نے علامہ زرقانی کی کتاب المواہب اللدنیہ کی یہ عبارت نقل کی ہے:

"ولا ریب ان حال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی البرزخ افضل و اکمل من حال الملئکة۔ ھذا سیدنا عزرائیل علیہ السلام یقبض مأة الف روح فی وقتٍ واحدٍ ولا یشغلہ قبض عن قبض وھو مع ذالك مشغول بعبادۃ اللہ مقبل علی التسبیح والتقدیس فنبینا صلی اللہ علیہ والہ وسلم یصلی ویعبد ربہ و یشاھدہ ولا یزال فی حضرتہ مقترباً مستلذاً بسماع خطابہ"

(اور کوئی شک نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا برزخ میں حال فرشتوں کے حال سے بھی افضل و اکمل ہے۔ اور ادھر سیدنا عزرائیل علیہ السلام (کا حال یہ ہے کہ وہ) وقت واحد میں ایک لاکھ روحوں کو قبض کر لیتے ہیں اور ایک روح کا قبض کرنا دوسرے کے قبض کرنے میں رکاوٹ نہیں بنتا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ کی عبادت تسبیح وتقدیس میں بھی مشغول رہتے ہیں۔ تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز بھی پڑھتے ہیں، اللہ کی عبادت بھی کرتے ہیں، مشاہدہ میں بھی رہتے ہیں اور اللہ کی حضوری میں رہ کر تقرب حاصل کرتے ہوئے اس کے خطاب کو سننے کی لذت بھی حاصل کرتے ہیں)۔

اس عبارت کے ذریعہ آپ نے واضح فرمایا ہے کہ جب وقت واحد میں عزرائیل علیہ السلام لاکھوں روحوں کو قبض کر سکتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اللہ کی عبادت، تقدیس وتمہید میں بھی مشغول رہ سکتے ہیں تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وقت واحد میں سب کے سلام کا جواب دیں تو تعجب کی کیا بات ہے جبکہ برزخ میں نبی کا حال تو فرشتوں سے بھی اکمل وافضل ہے۔ اس واضح عقلی وتفصیلی دلیل کے بعد بھی نبی کی سماعت اور احوال امت کے جاننے میں شک وتردد عقلمند کے لئے زیبا نہیں۔

نبی تو نبی ہیں، نبی کی امت کے وہ اولیاء بھی جن کی روحیں مقدس ہیں، اپنی وفات کے بعد سماعت و تصرف کی قوت رکھتے ہیں۔ یہ عقیدہ سلف سے منقول ہے اور خلف تک متواتر روایتوں کے ساتھ پہنچا ہے۔

شیخ کبیر عارف باللہ ابو سعید قیلوی کا بیان ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں جلوہ گر ہوتے دیکھا ہے۔ بلا شبہ انبیاء علیہم السلام کی روحیں زمینوں اور آسمانوں میں سیر و سیاحت کرتی رہتی ہیں جس طرح ہوا فضا میں چلتی رہتی ہے۔ (خلاصۃ المفاخر)۔

اس کے بعد اولیاء اللہ کا حال بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

كذا احوال بعض خواص اولياء الله من امته صلى الله عليه واله وسلم۔ مثل سيد عبد القادر جيلانی و شيخ معروف الكرخی و غيرهما۔ وقال صلى الله عليه واله وسلم: صلوٰتكم تبلغنی حيثما كنتم۔ قال القاضی وذالك ان النفوس القدسية اذا تجردت عن العلايق البدنية خرجت واتصلت بالملأ الاعلىٰ ولم يبق لها حجاب فترى الكل كالمشاهد بنفسها او باخبار الملك لها وفيه سرٌّ يطلع عليه من تيسر له۔

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بعض خاص اولیاء اللہ کا حال ہے کہ وہ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ اپنی اپنی قبور میں عبادت و مشاہدہ میں ہیں، جیسا کہ شیخ عبد القادر جیلانی اور شیخ معروف کرخی اور دوسرے۔۔۔قاضی نے کہا ہے کہ نفوس قدسیہ جب جسمانی علائق سے آزاد ہو جاتے ہیں اور ملاء الاعلی سے متصل ہو جاتے ہیں (یعنی ان کا تعلق قائم ہو جاتا ہے) تو ان کے جسموں کے لئے کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔ سو وہ سب کچھ اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھنے والے کی طرح دیکھتے ہیں یا پھر فرشتے ان کو خبر دیتے ہیں۔ اور اگر وہ کوئی راز کی بات ہو تو اس راز سے وہی مطلع ہوتا ہے جس کو مطلع ہونا ہوتا ہے۔

یہاں اس بات کو واضح کر دیا گیا کہ خاص اولیائے کرام کی بعد وفات زندگی میں کوئی

شک یا انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور شیخ معروف کرخی جیسے جلیل القدر اولیاء کرام کے بعد از وفات تصرفات کی تو ایک دنیا قائل ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شہر میں حضور غوث الثقلین ؓ کا ایک معتقد رہتا تھا۔ اس نے سلسلہ قادریہ میں داخل ہونے کا ارادہ بھی کر رکھا تھا۔ ایک دن وہ دور دراز کا سفر طے کر کے بغداد شریف پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ حضور غوث پاک وصال فرما چکے ہیں۔ آخر اس نے آپ کی قبر مبارک کی زیارت کرنے کا ارادہ کیا۔ قبر شریف پر حاضر ہو کر آداب بجالایا۔ فظھر الغوث الاعظم من مرقدہ واخذ بیدہ واعطاہ الانابۃ وانتسب بسلسلۃ۔ تو حضرت غوث الاعظم اپنی قبر شریف سے نکلے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے توجہ دی اور اپنے سلسلہ قادریہ میں داخل فرمایا (بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر، تفریح الخاطر)۔

امام المفسرین فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معرکۃ الآراء تفسیر میں حدیث شریف درج فرماتے ہیں: "ان اولیاء اللہ لا یموتون لکن ینتقلون من دار الی الدار"۔ بے شک اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

***

۵۔ التفات الی النبیؐ

حصن حصین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف التفات اور توجہ کرنے کی تعلیم دی گئی تاکہ یہ التفات غیر مولا کے توسل سے مستغنی کردے۔

یا محمد التفات الیه وتضرع لدیه لیتوجه الیه روحه الی الله ویغنی السائل عما سواه وعن التوسل الی غیر مولاه۔ (ملا علی قاری علی حصن حصین بعینه)

یا محمد (کہنا) آپ کی طرف التفات کرتے ہوئے اور آپ کے حضور گڑگڑاتے ہوئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف توجہ فرمائیں اور روح اللہ کی طرف توجہ کرے اس حال میں کہ سائل اللہ کے سوا ہر ایک سے بلکہ غیر مولا کے توسل سے بھی بے نیاز ہوجائے۔ (ملا علی قاری نے حصن حصین کی شرح میں اس طرح لکھا ہے)۔

عبارت بالا میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی طرف رجوع ہونے اور گریہ وزاری کرنے کی ضرورت بیان کی گئی ہے چنانچہ اس بات کی تعلیم خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دی ہے۔ امام احمد (۴/۱۳۸) اور دوسروں نے صحیح سند کے ساتھ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک حدیث کی تخریج کی ہے جس کو حدیث الاعمیٰ یا حدیث الضریر بھی کہا جاتا ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں: ''ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلی الله علیه وسلم: فقال: ادع الله ان یعافینی۔ فقال صلی الله علیه وسلم: ان شئت دعوت لك وان شئت اخرتُ ذاك فهو خیر لك'' (وفی روایة: وان شئت صبرت فهو خیر لک)۔ فقال: ادعه۔ فامره ان یتوضأ فیحسن وضوءه، فیصلی رکعتین ویدعو بهذا الدعا: اللهم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انیؐ توجهتُ بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی، اللهم فشفعه فی۔ قال: ففعل الرجل فبرأ

اس حدیث کی تخریج ابن ماجہ، ترمذی، نسائی اور دیگر کتب حدیث میں بھی کی گئی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

ایک نابینا شخص (صحابی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے شفا عطا فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں دعا کروں گا۔ اور اگر چاہے تو اس کو موخر کردوں گا (تاکہ اس کا اجر آخرت میں ملے)۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ''اگر تو چاہے تو دعا کروں گا اور اگر تو صبر کرے تو یہ تیرے لئے اور بھی بہتر ہے۔ اس شخص نے کہا کہ: آپ دعا کیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وضو کرنے کا حکم دیا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا اور ان الفاظ میں دعا کرنے کی تعلیم دی۔ اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیرے نبی محمد کے وسیلے سے تیری طرف رجوع کرتا ہوں جو کہ رحمت والے نبی ہیں۔ اے محمد! میں اپنی اس حاجت کو اللہ کے پاس سے پوری کروانے کے لئے آپ کی طرف توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہوجائے۔ اے اللہ میرے حق میں ان کی شفاعت کو قبول فرما۔ تو (راوی نے)'' کہا کہ اس آدمی نے ایسا ہی کیا تو اس کی مراد پوری ہوگئی (یعنی اس کو بینائی مل گئی)۔

اس روایت کے ذریعہ ائمہ حدیث نے امت کو تعلیم دی ہے کہ اپنی حاجت براری کے لئے نبی کی طرف توجہ کرنا اور ان کے وسیلے سے اللہ سے حاجت طلب کرنا چاہئے۔ جو دعا مانگنے کے اس طریقہ کو اختیار کرتے ہیں وہ غیر مولا سے بے نیاز ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی مقصد براری کرتا ہے۔ جو لوگ شک وتردد میں مبتلا ہوکر اس طریقہ کار کو غیر اسلامی یا شرک سے تعبیر کرتے ہیں وہ دنیا میں لوگوں کے محتاج بنے رہتے ہیں۔

اے خلق یہی مانگتا رہتا ہوں خدا سے
محتاج نہ رکھنا مرے اللہ کسی کا

***

۶۔ علم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہونے سے متعلق حصن حصین کی عبارت درج کرنے کے بعد حضرت شاہ نے یہ لکھا ہے:

ویکون الرسول علیکم شھیدا واما لواحق الغیب فھو ما اظھرہ علی بعض احبائہ لوحۃ علمہ وخرج ذالك عن الغیب المطلق وصار غیباً اضافیاً وذالك اذا تنور الروح القدسیۃ وازداد اشراقھا بالاعراض عن ظلمۃ عالم الحِسّ و تجلیۃ ذات القلب عن صداء الطبیعۃ والمواظبۃ علی العمل وفیضان الانوار الالھیۃ حتیٰ یقوی النور وینبسط فی فضاء قلبہ فینعکس فیہ النقوش المرتسمۃ فی اللوح المحفوظ و یطلع علی المغیبات ویتصرف فی اجسام العالم السفلیٰ بل یتجلیٰ حینئذٍ الفیاض الاقدس معرفۃ التی ھی اشرف العطایا (مرقات من عینیہ)

(قرآنی آیات کے مطابق) رسول تم پر گواہ ہوتا ہے (اور احوال واعمال کے علم کے بغیر گواہی دینا ناقابل فہم ہے)۔ جہاں تک غیب کی باتوں کا تعلق ہے تو وہ اس نے اپنے بعض دوستوں کو اپنا لوح علم دکھا کر ظاہر کی ہیں۔ اس صورت میں یہ علم، علم غیب مطلق سے نکل کر علم غیب اضافی ہوتا ہے۔ اور یہ اسی وقت ہوتا ہے جب روح قدسی منور ہوجائے اور عالم محسوسات کے اندھیروں سے بچنے کی وجہ سے اس کی چمک زیادہ ہوجائے۔ طبیعت کے زنگ سے دور ہوکر دل کا منور ہونا اس وقت ہوتا ہے جب عمل پر مواظبت کرے اور انوار الٰہی سے فیض پائے یہاں تک کہ نور کی حالت مضبوط ہوجائے اور فضائے دل میں پھیل جائے۔ اس صورتحال کے بعد لوح محفوظ پر مرتسم نقوش کا عکس اس کے دل پر پڑتا ہے اور وہ غیب کے امور پر مطلع ہوجاتا

ہے اور عالم سفلی کے اجسام پر تصرف کرنے لگتا ہے بلکہ اس معرفت کی وجہ سے، جو کہ اشرف العطایا ہے، بے انتہا فیض فرمانے والا (اللہ تعالیٰ) تجلی کرتا ہے۔

اس عبارت کے ذریعہ یہ واضح کیا گیا ہے کہ جب اللہ نے رسول کو ہم پر گواہ بنا کر بھیجا تو ظاہر ہے کہ وہ ہمارے احوال و اعمال پر مطلع ضرور ہوں گے کیوں کہ جب احوال و اعمال پر مطلع ہی نہ ہوں تو گواہی کس بات کی ہو سکتی ہے؟

دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ علم غیب مطلق اور علم غیب اضافی میں بہت بڑا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم، مطلق ہے جبکہ بندے کے تعلق اضافی سے ہے۔ بندہ پر جب عمل پر مداومت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھل جاتے ہیں تو اس کا دل اتنا منور ہو جاتا ہے کہ لوح محفوظ میں لکھے ہوئے امور اس کے دل پر منکشف ہونے لگتے ہیں اور پھر وہ غیب کی باتیں جاننے لگتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل خاص ہے جو وہ اپنے دوستوں کو عطا کرتا ہے۔ اس لئے بندوں کو علم غیب کے انکار کرنے کا کوئی موقع ہی نہیں ہے۔

یہ تو اللہ کے عام دوستوں اور چنندہ بندوں کی بات ہے۔ انبیائے کرام کے علم غیب کا انکار تو شقاوت قلبی کے سوا کچھ نہیں کیوں کہ قرآن نے واضح طور پر فرمایا: ''فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝۲۶ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ'' اللہ تعالیٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا سوائے ان رسولوں کے جن کو چن لیا گیا ہے۔ اس میں تو چنندہ رسولوں کے علم غیب کا واضح اثبات ہے۔ اب جس کو بھی علم غیب سے حصہ عطا ہوگا وہ ان رسولوں کی وساطت سے ہوگا۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بیکراں علم کا تو اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا کہ آپ تو تمام پر گواہ ٹھہرے۔

علمائے ربانین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے اثبات پر بے شمار تحقیقی کتابیں تصنیف کیں ہیں جن کو رد کرنا دراصل اپنی شقاوت قلبی کا ڈھنڈورا پیٹنا ہے۔ طوالت کے خوف سے اس کتاب میں اسی قدر تذکرے پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ جس کو تحقیق مطلوب ہو وہ دیگر کتب کا مطالعہ کرے۔

حضرت شاہ نے اس رسالے میں علم رسول کے متعلق ایک حدیث شریف بھی مواہب لدنیہ سے نقل کی ہے جس کی تخریج امام طبرانی نے کی

اخرجه الطبرانی عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم: ان الله قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الیٰ یوم القیامة کانما انظر الیٰ اخر هذه (مواهب لدنیه من عینه)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو بلند فرمایا سو میں اس کی طرف دیکھتا ہوں اور جو کچھ قیامت تک دنیا میں ہونے والا ہے سب دیکھتا ہوں گویا کہ دیکھ رہا ہوں یہ سب کچھ۔ یہ حدیث ابونعیم نے بھی حلیۃ الاولیاء میں ذکر کی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ''ما کان وما یکون'' کا علم سرفراز فرمایا تھا اور آپ ہر چیز سے باخبر ہیں ؎

روشن ضمیر ہیں وہ تو کیا نامہ بر کا کام
تم التماس کرتے ہو باد صبا سے کیا

***

۷۔ نبیؐ کا زندہ ہونا

علم غیب رسول سے متعلق مرقات کی عبارت نقل فرمانے کے بعد حضرت شاہ بیان کرتے ہیں کہ:

و منها انه حیّ فی قبره و کذالك الانبياء. ويصلی فيه بأذان و اقامة ولذالك قيل لا عدة علی ازواجه. (مواهب لدنيه من عينه). فان قلت القرآن ناطق بموته عليه الصلوة والسلام: قال الله تعالیٰ: انك ميت وانهم ميتون. وقال عليه السلام: انی مقبوض. وقال ابوبكر الصديق رضی الله عنه: فان محمداً قدمات واجمع المسلمون علی الاطلاق. ذالك واجاب الشيخ تقی الدين السّبّكی رحمه الله: بان ذلك الموت غير مستمر و انه عليه الصلوة والسلام اُحيیَ بعد الموت ويكون انتقال الارث ونحوه مشروطا بالموت المستمر والا فالحيٰوة الثانيه حيات اخروية، ولا شك انها اعلیٰ و اكمل من حيٰوة الشهداء ثابتة للروح بلا اشكال وقد ثبت انّ اجساد الانبياء لا تبلیٰ وعود الروح الی الجسد ثابت فی الصحيح لسائر الموتیٰ فضلاً۔ عن الشهداء فضلاً عن النبياء وانما النظر فی استمرارها فی البدن وفی ان البدن يصير حيّاً كَحَالتهٖ فی الدنيا وحيّاً بدونها وهی حيث شاء الله فانّ ملازمة الروح للحيٰوة امرٌ عادی لا عقلی مما يَجُوزهُ العقل، فان صح به سمع اُتبع وقد ذكر من العلماء ويشهد له صلٰوة موسیٰ فی قبره فان الصلوة تسّدعی جسداً حيّاً و كذلك الصفات المذكورة فی الانبياء ليلة الاسراء كلها صفات الاجسام ولا يلزم من كونها حيٰوة حقيقية ان يكون الابدان فيها كما كانت فی الدنيا من الاحتياج الی الطعام

والشراب وغیرذالک من صفات الاجسام التی تشاھدھا بل یکون لھا حکم اُخرُ فلیس فی العقل ما یمنع من اثبات الحیات الحقیقیة لھم واما الادراکات کالعلم والسماع فلا شك انّ ذلك ثابت لھم ولسائر الموتی حکاہ الشیخ زین الدین المراغی (مواھب للدنیہ من عینہ)۔

مرقات میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ اس طرح دیگر انبیا بھی۔ اس میں آپ اذان واقامت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ (آپ زندہ ہیں) اسی لئے تو کہا گیا ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات پر عدت نہیں ہے۔ (مواہب للدنیہ میں اس طرح ہے) تو اگر یہ تو یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر قرآن ناطق ہے (یعنی قرآن نے حضورؐ کی موت کا ذکر کیا ہے)۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ''انك میت وانھم میتون'' (آپ بھی مرنے والے ہیں اور وہ بھی مرنے والے ہیں) اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''انی مقبوض'' (یعنی میری روح بھی قبض کی جائے گی)۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی تصدیق کی ہے کہ محمدؐ نے وفات پائی ہے اور اس بات پر امت کا اجماع ہوا ہے تو اس کا جواب دیتے شیخ تقی الدین سبکی نے لکھا ہے کہ (موت دو قسم کی ہوتی ہے، ایک مستمر اور ایک غیر مستمر)۔ نبی کی موت غیر مستمر ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم موت کے بعد زندہ کیئے گئے۔ یہ انتقال ارثی وفطری ہوتا ہے (کل نفس ذائقۃ الموت کی روشنی میں موت ضروری ہے)۔ ورنہ یہ ہے کہ حیات ثانیہ ہی حیات اخروی ہے۔ اور یہ حیات بے شک حیاتِ شہید سے بھی اعلیٰ واکمل ہے جو روح کے لئے بلا اشکال ثابت ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کے جسم بوسیدہ نہیں ہوتے۔ تمام میتوں کے لئے روح کا جسم میں لوٹ آنا صحیح احادیث سے ثابت ہے تو شہداء کی اور بھی فضیلت ہے اور انبیاء کی تو اور بھی فضیلت ہے۔ اب یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ کیا روح بدن میں ہمیشہ رہتی ہے اس حال میں کہ بدن زندہ رہے جیسا کہ دنیا میں ہوتا تھا یا پھر یہ کہ روح کے بغیر ہی جسم زندہ رہ سکتا ہے؟ (تو اس کا جواب یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ جیسا چاہتا ہے ویسا ہی ہوتا ہے۔ زندگی قائم رہنے کے لئے، روح کا موجود ہونا ایک امر عادی ہے۔ یہ بات عقلی نہیں کہ جس کو

عقل جائز رکھے۔ سو اگر یہ صحیح ہے تو پھر مردوں کا سننا اس کے تابع ہوگا۔ علماء کی ایک جماعت نے اس کا ذکر کیا ہے جس کی گواہی ''موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا'' دیتا ہے۔ (اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ نہ ہوتے تو نماز پڑھنے کا کیا مفہوم؟)۔ کیوں کہ نماز پڑھنے کے لئے زندہ جسم کا ہونا ضروری ہے۔ اس طرح یہی صفات انبیاء میں ہیں۔

شب معراج (مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کا نماز ادا کرنا ظاہر کرتا ہے کہ) یہ تمام صفات انبیاء میں ہیں۔ (البتہ) حیات حقیقی اس بات کو لازم نہیں کرتی کہ ان کے جسم ایسے ہی ہوں جیسا کہ دنیا میں ہوا کرتے تھے جہاں ان کو کھانے پینے اور دیگر چیزوں کی احتیاج تھی۔ اس کے علاوہ بھی جسم کی اور صفتیں ہیں جن کا مشاہدہ کیا جاتا ہے بلکہ اس کے لئے دوسرا حکم ہے۔ عقل کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ حیات حقیقی کے ثبوت کا انکار کرے۔ جہاں تک ادراکات کی بات ہے جیسے کہ جاننا اور سننا تو اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ تمام میتوں کے لئے ہی ثابت ہے۔ شیخ زین الدین المراغی نے مواہب لدنیہ میں اس طرح بیان کیا ہے:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ان اکابر اولیاء میں سے ہیں جو اپنی خداداد بصیرت و معرفت کے باعث بہت سے باطنی حقائق کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھتے تھے اور انہیں بیان بھی کر دیتے تھے۔ آپ نے اپنے مشاہدات پر مشتمل کتاب ''فیوض الحرمین'' میں لکھا ہے:

> ''ہم نے مدینہ منورہ میں حاضری دی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو مثالی شکل میں اپنی آنکھوں سے واضح طور پر دیکھا اور اس روز یہ حقیقت ہم ہر منکشف ہوئی کہ روح اطہر کو بھی جسم اطہر کی طرح دیکھا جا سکتا ہے اور ہم پر یہ راز بھی کھلا کہ انبیاء کرام کی حیات و ممات کا کیا مفہوم و مطلب ہے''۔

> ''تیسرے روز حاضر ہوئے اور بارگاہ اقدس میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا اور حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے روبرو حاضری دی''۔

> ''پھر نیاز مندانہ عرض کیا: آقا ہم خیر و برکت اور فیضان کرم کے

حصول کے لئے بڑی امید لے کر حاضر ہوئے ہیں، ہمیں اپنی نگاہ کرم سے نوازیں''

''حضورؐ نے بڑی ہی مسرت کا اظہار فرمایا، یہاں تک کہ میں نے خیال کیا گویا آپ کی عنایت کی چادر نے مجھے لپیٹ لیا ہے اور ڈھانپ لیا ہے۔ پھر آپ نے ظاہر ہو کر معانقہ فرمایا، کئی راز کھولے اور بذات خود مجھے آگاہ فرمایا۔ اور اجمالی طور پر میری بڑی امداد فرمائی اور مجھے بتایا کہ میں اپنی حاجتوں میں آپ سے مدد کس طرح طلب کروں''

اس حقیقت پر کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور وہی حقیقی مددگار ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمیں اللہ تعالیٰ کی سنت پر بھی غور کرنا چاہئے کہ اس نے اپنے احکام و فرامین اور کتابوں کا نزول بندوں پر راست نہیں کیا بلکہ رسولوں کی وساطت سے کیا ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف کسی وسیلے و ذریعہ کے بغیر اس تک پہنچ جائیں۔ اور انبیاء و اولیائے کاملین سے توسل و استمداد اس وقت تک کیسے ممکن ہوگی جب تک وہ اپنی قبروں میں زندہ نہ ہوں گے۔ ان کو مردہ ماننے کے بعد توسل کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے دینی احکام کو اپنی طبیعت اور مسلک کے تابع کر لیا ہے۔ جو بات ہماری طبیعت اور مسلکی ذوق کی تسکین کا باعث بنتی ہے اسی کو دین سمجھ لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ طریقہ کار بالکل درست نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جملہ دینی عقائد و اعمال کو افراط و تفریط سے نکال کر دین کی حقیقی روح کو سمجھا جائے اور علمائے سلف اور اکابرین امت کے نقوش قدم کو مشعل راہ بنایا جائے۔

اس کے بعد شفا شریف کی شرح میں ملا علی قاری کے بیان کردہ عقیدہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شاہ نے واضح فرمایا ہے کہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔ وہ عبارت یہ ہے:

ان لم یکن فی البیت احدٌ فقل: السلام علی النبی ورحمة الله

وبرکاته لان روح نبینا علیه الصلوة والسلام حاضرٌ فی بیوت اهل الاسلام (ملا علی قاری)

اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو ''السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہو کیوں کہ ہمارے نبی ﷺ کی روح اہل اسلام کے گھروں میں موجود رہتی ہے۔ امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ نے بھی اپنی کتاب ''خالص الاعتقاد'' میں صفحہ نمبر ۴۵۷ پر اس قول کا حوالہ دیا ہے۔

***

۸۔ قبر کے مقام کی برکتیں

حیات حقیقی کے ذکر کے بعد حضرت شاہؒ مرقات اور لمعات کی یہ عبارتیں نقل فرماتے ہیں:

تُوفی ابو حنیفة رحمة الله علیه ببغداد. قبره به یزار و یتبرك ولما دخل الشافعیؒ زار قبره وصلی عندهٗ رکعتین فلم یرفع یدی فی التکبیر (مرقات من عینه)۔ وبعد نحو سنین من موته استسقیٰ اهل سمرقند مراراً فلم یُسقوا فقال بعض الصالحین لقاضیها اریٰ ان یخرج الناس الیٰ قبر البخاری نستسقی عنده فعسی الله ان یسقینا ففعل وبکی الناس عند القبر وشفعوا لصاحبه فارسل الله تعالیٰ من السماء بما غزیرٍ اقام الناس من اجله سبعة ایام لا یستطیع نحو الوصول الیٰ سمرقند (مرقاة عینه)۔ قال الامام الشافعی قبر موسی الکاظم تریاق مجربٌ لاجابة الدعاء۔

(امام) ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بغداد میں وفات پائے اور وہاں ان کی قبر کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے تبرک حاصل کیا جاتا ہے۔ (جب) امام شافعیؒ (بغداد میں) داخل ہوئے تو ان کی قبر کی زیارت کی اور وہاں دو رکعت (نفل) نماز ادا کی۔ (امام ابوحنیفہ کی فقہ کے احترام میں تکبیر انتقال کے وقت رفع یدین نہیں کیا (حالانکہ شافعی فقہ میں رفع یدین ہے)۔ ان کے انتقال کے کئی سال بعد سمرقند والوں نے بارش کے لئے بار بار دعا کی مگر بارش نہیں ہوتی تھی تو بعض صالحین نے سمرقند والوں کو مشورہ دیا کہ لوگ بغداد کو جائیں اور امام بخاری کی قبر پر بارش کے لئے دعا کریں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بارش عطا فرمائے گا۔ چنانچہ لوگوں نے ایسے ہی کیا اور ان کی قبر کے پاس جاکر گریہ وزاری کی اور صاحب قبر سے شفاعت طلب کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے

آسمان سے اتنا پانی برسایا کہ لوگوں کو سات روز تک بارش کی وجہ سے وہیں ٹھہرنا پڑا۔ وہ سمرقند واپس نہ ہوسکے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم کی قبر شریف دعاؤں کی قبولیت کے لئے تریاق مجرب ہے۔

علامہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب ''الاستیعاب'' میں بعد وفات اولیائے کرام کے تصرفات کی کئی مثالیں بیان کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

قبر ابی ایوب قرب سورها معلوم۔ یستسقون به فیستسقون ۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ کی قبر (قسطنطنیہ کے) قلعہ کی فصیل کے قریب ہے۔ وہاں پہنچ کر لوگ بارش کے لئے دعا کرتے ہیں تو بارش ہو جاتی ہے۔

مشہور محدث ابو حاتم رازیؒ حضرت امام علی رضا کے مزار کے بارے میں مشاہدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ماحلت بی شدة فی وقت مقامی بطوس و زرت قبر علی موسیٰ الرضا صلوات الله علی جده وعلیه ودعوت لله تعالیٰ ازالتها عنی الا استجیب لی، وزالت عنی تلك الشدة وهذا شیء جربته مرارا۔ (کتاب الثقات)۔

شہر طوس میں قیام کے دوران جب بھی کوئی مشکل پیش آئی اور میں نے امام موسیٰ رضاؒ کی مزار کے پاس حاضری دی اور اس کے

دفعیہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو دعا قبول ہوگئی اور میری مشکل دور ہوگئی۔ یہ وہ چیز جس کا میں نے بارہا تجربہ کیا ہے۔

امام شافعی اتنے جلیل القدر امام ہیں کہ جن کا علمی مرتبہ و مقام سارے عالم اسلام میں تسلیم شدہ ہے۔ انکی فکری و نظری سلاست و درایت ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ وہ فرماتے ہیں: انی لاتبرك بابی حنیفه و اجیء الی قبره فی کل یوم یعنی زائرا فاذا عرضت لی حاجته صلیت رکعتین و جئت الی قبره وسالت لله تعالیٰ الحاجة عنده فما تعبد عنی حتی تقضی (تاریخ بغداد، الخیرات الحسان، ردالمحتار علی درالمختار)

میں امام ابوحنیفہ کی ذات سے برکت حاصل کرتا ہوں اور روزانہ ان کی قبر کی زیارت کے لئے آتا ہوں۔ جب کوئی ضرورت اور مشکل پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں اور ان کی قبر پر آتا ہوں اور ان کے پاس آکر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرتا ہوں۔ سو میں وہاں سے ابھی ہٹتا بھی نہیں کہ میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

خطیب بغدادی نے یہ قول صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اس طرح امام شافعی جیسے امام کا مزار پر حاضر ہو کر برکت حاصل کرنا اور اس کے نفع بخش ہونے پر ایمان رکھنا اور اس کو بیان کرنا ایک ایسا ثبوت ہے جس پر اعتماد نہ کرنے کی ازروئے عقل و منطق کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب ''اشعۃ اللمعات'' (جلد ۲، صفحہ نمبر: ۹۲۳) میں امام شافعیؒ کا ایک قول نقل کیا ہے: قبر موسیٰ کاظم تریاق مجرب لاجابة الدعا۔ حضرت موسیٰ کاظم کی قبر انور قبولیت دعا کے لئے تریاق مجرب ہے۔

''تریاق مجرب'' کا لفظ استعمال کرنا یہ بتاتا ہے کہ امام شافعیؒ کا معمول تھا کہ آپ بزرگوں کی مزارات پر جا کر دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اس لئے آپ نے قبولیت دعا کے لئے موسیٰ کاظمؒ کی قبر کو تریاق مجرب قرار دیا۔

امام ابن الجوزی نے ''صفة الصفوة'' (جلد ۲، صفحہ: ۲۶۶) میں حضرت ابراہیم بن اسحاق حرثی کی قبر کے بارے میں لکھا ہے کہ ''وقبره ظاهر يتبرك به الناس''۔ اور ان کی قبر ظاہر ہے، لوگ اس سے تبرک حاصل کرتے ہیں۔

حافظ محمد زاہد کوثری ''مقالات الکوثری'' (صفحہ نمبر: ۳۸۱) میں لکھتے ہیں کہ حافظ عبدالغنی مقدسی حنبلی کے بازو کہنے اوپری حصے پر ورم آگیا تھا تو انہوں نے متاثرہ حصہ امام احمد بن حنبلؒ کی قبر مبارک پر رگڑا جس سے وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ حافظ کوثری کا بیان ہے کہ ''یہ واقعہ ضیا مقدسی حنبلی نے'' ''الحکایات المنثورة'' میں لکھا ہے اور میں نے ان کے ہاتھ سے لکھے ہوئے نسخے میں دیکھا ہے۔

امام ابوقاسم قشیریؒ کا شمار اکابر صوفیہ و محدثین میں ہوتا ہے۔ تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں آپ کی ذات مرجع اہل علم تھی۔ آپ مشہور بزرگ اور ولی باصفا حضرت شیخ معروف کرخی کے بارے میں اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے اپنی شہرہ آفاق کتاب "الرسالۃ القشیریہ" (صفحہ ۴۱) میں لکھتے ہیں: "کان من المشائخ الکبار، مجاب الدعوۃ، یستشفی بقبرہ ۔ یقول البغدادیون ان قبر معروف تریاق مجرب" حضرت معروف کرخیؒ اکابر مشائخ میں سے تھے اور آپ کی دعا قبول ہوتی تھی۔ (آج بھی) ان کی قبر کے پاس شفایابی کی دعائیں کی جاتی ہیں۔ اہل بغداد کا کہنا ہے کہ ان کی قبر تریاق مجرب ہے۔

یہ وہ چند مشاہدات و تجربات ہیں جن کا تذکرہ صدیوں سے علمائے ربانی نے اپنی تصانیف و ملفوظات میں کیا ہے۔ اس طرح کے اور بے شمار واقعات درج کئے جا سکتے ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے بیان کردہ روایتوں سے یہ بات بخوبی ثابت ہو جاتی ہے کہ اہل اللہ کی قبور و مزارات ہر زمانے میں خلق خدا کے لئے فیوض و برکات منبع و مرجع رہے ہیں اور آج بھی ہیں۔

جو نظر والے رہے ہیں انہوں نے کبھی بھی اولیاء اللہ کے ان آستانوں کو بے وقعت یا مٹی کا ڈھیر نہیں سمجھا بلکہ ان سے تبرک حاصل کرتے رہے۔ جو لوگ روحانی بصیرت سے محروم کردئے گئے ان کو اس باب میں کافی شک و تردد رہا اور انہوں نے یہ حکم لگا دیا کہ مزارات سے کچھ حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ تو بت پرستی کے مشابہ ہے۔ البتہ یہ بات سچ ہے کہ استمداد اور استبراک صرف انہی بزرگوں کے مزارات سے نافع ہے جو اللہ کے مقرب و محبوب رہے۔ ہر کس و ناکس کی مزار سے استبراک یقیناً بے فائدہ ہے۔

۹۔ استمداد بالاولیاء

ولی کی قبر کے مقام کی برکتوں کے ذکر کے بعد حضرت شاہ لکھتے ہیں:

لهم فی برزخهم تصرفات و برکات لا یحصیٰ عددها ولا یحصر (مرقات من عینه). قال حجّة الاسلام محمد الغزالی: کُلّ یُستمدّ به فی حیاته یستمد بعد وفاته. وقال احدٌ من المشایخ: رایت اربعة من المشایخ یتصرفون فی قبورهم کتصرفهم فی حیوتهم او اکثر (لمعات من عینه).

ان کیلئے برزخ میں جو تصرفات اور برکات ہیں نہ گنے جاسکتے ہیں نہ شمار میں آسکتے ہیں۔ امام غزالی نے فرمایا کہ ہر وہ جس سے اس کی زندگی میں مدد لی جاسکتی ہے وفات کے بعد بھی لی جاسکتی ہے۔

حضرت شاہ نے ''لمعات'' شرح مشکوۃ کے حوالے سے یہ عبارت نقل فرمائی ہے:

قال الشیخ ابو العباس الحضرمی یوماً: هل امداد الحی اقوی ام امداد المیت؟ قلت انهم یقولون امداد الحی اقوی وانا اقول امداد المیت اقوی. فقال نعم. لانه بساط الحق (لمعات شرح مشکوة من عینه). والنقل فی ذالك کثیر من هذه الطائفة ولم یعرف فی الکتاب والسنة واقوال السلف ما ینافی ذالك. ما ادری ما المراد بالاستمداد والامداد الذی ینفیه المنکر والذی یفهمه ان الداعی المحتاج الفقیر الی الله یدعوا الله و یطلب حاجته من فضله تعالیٰ ویتوسل بروحانیة هذا العبد المکرم عنده تعالیٰ و یقول، اللهم ببرکة هذا العبد الذی رحمته واکرمته وما لك به من اللطف والکرم اقض حاجتی واعط سوالی انك انت الکریم المعطی او ینادی هذا العبد

المکرم والمقرب عند الله تعالیٰ ویقول یا عبد الله او یا ولی الله اشفع لی وادع ربك وسله ان یعطی سوالی ویقضی حاجتی فالمعطی والمسئول والمامول، هو الرب وما العبد فی البین الا الوسیلة (لمعات من عینه). قد حدث فی زماننا ثر ذمة ینکرون الاستمداد من الاولیاء الذین نقلوا من هذه الدار الفانیة الی الدار الباقیة الذین هم احیاء عند ربهم ولکنهم لا یشعرون۔ ویسمون المتوجهین الیهم مشرکین بالله کعبدة الاصنام یقولون ما یقولون ومالهم علیٰ ذلك من علم ان هم الا معترضون (لمعات من عینه)۔

شیخ ابوالعباس الحضرمیؒ نے ایک دن مجھ سے پوچھا کہ زندہ لوگوں کی امداد قوی ہوتی ہے یا وفات شدہ لوگوں کی؟ تو میں نے کہا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ زندہ لوگوں کی قوی ہوتی ہے لیکن میرا ماننا یہ ہے کہ وفات شدہ لوگوں کی (قوی ہوتی ہے) تو آپ نے فرمایا کہ ہاں، (وہ اس لئے) کیوں کہ وہ (وفات شدہ شخص) حق کے پاس ہوتا ہے۔

اس طرح ان (وفات شدہ) لوگوں کے اور بہت سارے واقعات مذکور ہیں (جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے بعد وفات لوگوں کی مدد کی ہے) اور قرآن وسنت میں اس کے منافی کوئی ایسی بات یا سلف صالحین کے اقوال سے اس کے خلاف کوئی بات نہیں ملتی (سو اس سے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے)۔

اب سمجھ میں نہیں آتا کہ منکرین جو استمداد بالاولیاء کا انکار کرتے ہیں تو آخر وہ استمداد اور امداد سے کیا مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ وہ یہ بات جانتے ہیں کہ دعا کرنے والا اللہ کی طرف ہی محتاج اور فقیر ہیں۔ وہ اللہ سے ہی مانگتا ہے اور اپنی حاجتیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی طلب کرتا ہے۔ اور عبد مکرم (ولی اللہ) کی روح کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ محض وسیلہ بناتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ اس بندے کی برکت سے، جس پر تو نے رحمت و برکت کی ہے اور جس پر تیرا لطف و کرم ہے، میری حاجت کو پورا کر اور میری مراد بر لا۔ بے شک تو ہی کرم کرنے والا ہے،

عطا کرنے والا ہے۔ یا پھر وہ اللہ کے اس مکرم ومقرب بندے کو پکارتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ کے بندے یا اے اللہ کے ولی میری شفاعت کر اور تیرے وسیلے سے اپنے رب سے میرے لئے دعا کرتا کہ اللہ میری مراد عطا کرے اور میری حاجت پوری کرے۔ سو دینے والا، مراد پوری کرنے والا اور امیدیں برلانے والا رب ہی ہوتا ہے۔ بندہ درمیان میں سوائے وسیلہ کے اور کچھ نہیں ہے (سو نہیں انکار کرنے کی کیا وجہ ہے لیکن افسوس) ہمارے زمانے میں میں ایک گروہ ایسا نکلا ہے جو اولیاء سے مدد طلب کرنے کا انکار کرتا ہے اور اس کو شرک و کفر سمجھتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ جو مردہ ہو گئے وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ حالانکہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہوتے ہیں (جو مرتے نہیں بلکہ) فنا ہونے والے گھر (دنیا) سے باقی رہنے والے گھر (آخرت) کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ وہ لوگ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں لیکن یہ (منکر) لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ یہ (منکر) لوگ اولیاء کی طرف توجہ کرنے والوں کو اللہ کے ساتھ شرک کرنے والوں کا نام دیتے ہیں جیسا کہ وہ لوگ بت پرست ہوں۔ (منکرین) صرف زبانی جمع خرچ کرتے رہتے ہیں حالانکہ ان کو اس کا کچھ علم ہی نہیں ہے۔ یہ لوگ صرف اعتراض کرنے والے لوگ ہیں۔

مذکورہ عبارت میں اس منطقی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ جب اولیاء اللہ کے بعد وفات تصرفات کے ثبوت موجود ہیں اور علماء کی ایک جماعت اس کی قائل ہے تو انکار کرنے کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے جبکہ قرآن وسنت میں اس کے انکار کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ جب قرآن و سنت نے اولیاء کی برزخی زندگی کی نفی نہیں کی اور ان کے ساتھ توسل سے نہیں روکا تو پھر اس سے انکار کرنا اور توسل کرنے والوں کو مشرکین کے زمرے میں لانا اور ان پر شرک کی تہمت باندھنا کتنی بڑی جراءت ہے۔ یہ صرف جہالت وہٹ دھرمی ہے اور کچھ نہیں۔

جو قرآنی آیتیں اور احادیث مبارکہ کفار و مشرکین کے لئے نازل ہوئی ہیں وہ اہل ایمان پر منطبق کر کے ان پر طرح طرح کے الزامات لگانا شقاوت قلبی نہیں تو اور کیا ہے۔ حدیث کے

مطابق یہ خوارج کی صفت ہے۔۔صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول تعلیقاً ذکر کیا گیا ہے۔آپ نے فرمایا:"انھم انطلقوا الی اٰیات نزلت فی الکفار فجعلوھا فی المؤمنین"۔ یہ (خارجی لوگ) کفار کے بارے میں نازل ہوئی آیتوں کو مومنوں پر منطبق کرتے ہیں۔

***

۱۰۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل اور اولیاء کرام سے استمداد کے جائز ہونے کو ثابت کرنے کے بعد آپ نے لکھا

واما قولهم یا شیخ عبد القادر فهو نداء واذا اضیف الیه شئی لله فهو طلب شئی اکراما لله فما الموجب بحرمته فلا یجوز الاغترار بما فی قید الشرائد ونظم الفرائد ومن قال شیئاً لله بعض یکفره اذلا وجه لذلك و کیف ذلك مع قولهم لا یخرج العبد من الایمان الا بجحود ما ادخله فیه. وقولهم الکفر شئی فلا یکفر المسلم اذا اختلف فیه ولو بروایة ضعیفة ومعاذالله ان یوجد الکفر بذلك وقد قال شارحهٗ وینبغی ان یرجح فیها عدم الکفر و وجه التکفیر انه طلب شئیا لله وهو جل و علیٰ غَنِیٌّ عن کل شئٍ والکل محتاج الیه وهذا لا یختلج فی خاطر احد فان ذکره للتعظیم کما فی قوله تعالیٰ فان لله خمسه.
(فتاویٰ مصنفه استاذ صاحب در المختار من عینه)

جہاں تک یا شیخ عبدالقادر کہنے کا تعلق ہے تو (سمجھنا چاہئے کہ) وہ ندا ہے اور اگر اس میں شیئاً للہ کا اضافہ کیا جائے تو وہ اللہ کے اکرام سے کسی چیز کے مانگنے کے لئے ہوتا ہے۔ سو اس میں حرام ہونے کا موجب کیا ہے؟۔ پس جو موضوع ترتیب وار بحث کا متقاضی اور نفیس باتوں سے منظم کیا گیا ہو اس میں کسی کو مغالطہ میں ڈالنا جائز نہیں ہے۔ اور بعض لوگ شیئاً اللہ کہنے والے کی تکفیر کردیتے ہیں حالانکہ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ یہ کفر کیسے ہوسکتا ہے جب کہ بندہ ایمان سے اس وقت تک نہیں نکلتا جب تک کہ وہ اس کا انکار نہ کرے جو اس نے مانا ہے۔ کفر کے بارے میں کہا گیا ہے کہ کمزور روایت کی بنیاد پر کسی کے اختلاف کی وجہ سے کسی مسلمان کی

تکفیرنہیں کی جاسکتی۔اس پر (محض شیئاً للہ کہنے والے پر) کفر کا حکم لگانے سے تو خدا کی پناہ۔
اس کی شرح کرنے والے نے بیان کیا ہے کہ اس کے عدم کفر کو ترجیح دی جائے گی، تکفیر کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ شیئاً للہ اللہ کے لئے طلب کرنا ہے حالانکہ اللہ جل وعلیٰ ہر چیز سے غنی ہے اور سب اس کے سامنے محتاج ہیں۔ یہ چیز کسی کے دل میں خلجان پیدانہیں کرنی چاہئے کیوں کہ یہاں للہ تعظیم واکرام کے لئے ہے نہ کہ طلب کے لئے۔جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''فان للہ خمسہ''یعنی پانچواں حصہ اللہ کے لئے ہے۔(فتاویٰ مصنفہ صاحب درمختار میں اسی طرح ہے)

یہاں اس بات کو سمجھایا گیا ہے کہ یہ نازک مسئلہ ہے جب تک اس کی صحیح سمجھ اور درست افہام وتفہیم نہ ہو کسی پر کفر کا الزام نہیں لگانا چاہئے۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ میں اے شیخ عبدالقادر جیلانی اللہ کے لئے کچھ دے دو۔ یہاں جو اللہ کے نام سے مانگا جارہا ہے وہ اللہ کے لئےنہیں مانگا جارہا ہے بلکہ اللہ کے اکرام سے مانگا جارہا ہے۔اس میں تکفیر کا کوئی پہلو نہیں۔
آخر میں حدیث شریف میں تعلیم فرمائی گئی اس دعائے توسل پر رسالے کا اختتام فرمایا گیا:

اللھم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد صلی الله علیه والی وسلم انی اتوجه بك الیٰ ربك فی حاجتی هٰذه لتقضی لی اللھم فشفعه۔

***

تصدیق علمائے حرمین مع ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين ولا عدوان الا على الظالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد سيد المرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين. اما بعد. فقد تصفحت هذه الرسالة المنفذة لصاحبها من الزيغ والضلالة فوجدتها هي الصحيح الذي لا يعول على سواه وفقه الله تعالى لما يحبه ويرضاه آمين آمين. امر برقمه الراجي لطف ربه الحنفي جمال بن عبد الله شيخ عمر الحنفي مفتي مكة المكرمة حالاً كان الله له حامداً مصلياً مسلماً.

اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو رحمٰن ورحیم ہے۔ تمام تعریف کائنات کے پروردگار کے لئے ہے اور آخرت متقیوں کے لئے ہے اور ظلم وزیادتی کا وبال ظالموں پر ہے اور صلوٰۃ وسلام ہمارے آقا محمدؐ رسولوں کے سردار پر اور آپ کے تمام آل واصحاب پر۔ میں نے مصنف کے مرسلہ اس رسالے کو غور سے دیکھا جو کجی اور گمراہی سے پاک ہے۔ میں نے اس کو صحیح پایا جس کے سوا دوسرے پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ ان کو (مصنف کو) خیر وصلاح کی توفیق مزید فرمائے۔ آمین، آمین، آمین۔ اس کو لکھوایا، اپنے پروردگار کے لطف وکرم کے امیدوار جمال بن عبداللہ شیخ عمر حنفی موجودہ مفتی مکہ مکرمہ نے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے تعریف قبول فرمانے والا، برکت عطا فرمانے والا اور محفوظ رکھنے والا ہو جائے۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وعلیٰ اٰلہ و صحبہ اجمعین۔ اما بعد! فانی تاملت فی ھذہ الرسالۃ وتفحصتھا ووجدتھا علیٰ عقیدۃ اھل السنۃ والجماعۃ ومن ینکر ذلک فھو اھل الضلال والعدوان والطغیان۔ قال ھو بفمہ وامر برقمہ الفقیر الی اللہ محمد صدیق ابن المرحوم شیخ عبد الرحمٰن کمال الحنفی المدرسی مسجد الحرام

تمام تعریف پروردگار عالم کے لئے ہے اور صلوٰۃ وسلام اس کے رسول محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کے تمام آل واصحاب پر۔

میں نے اس رسالے میں غور کیا اور اس کی حقیقت کا اندازہ کیا اور اُس کو اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق پایا۔ جو اس کا انکار کرے وہ گمراہ ظالم اور سرکش ہے۔ اس کو فقیر الی اللہ محمد صدیق ابن شیخ عبدالرحمٰن کمال حنفی مدرس مسجد حرام نے زبان سے کہہ کر لکھوایا ہے

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ۔ اما بعد! فما ذکرہ المولف المحقق والمولیٰ الفاضل المدقق من انہٗ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ وکذا لانبیاء الکرام یردُّ علی من سلم علیہ ویسمعہ بنفسہ او بواسطۃ الملک الموکل بدالک ومنکرمات الاؤلیا وجواز التوسل بہم واطلاع اللہ تعالیٰ بعض اولیائہٖ علیٰ بعض المغیبات لکن بطریق الفراسۃ او غیرھا من انواع الکشوفات کالالہام ھو الحق المبین۔ والحمد للہ رب العالمین۔ کتبہٗ حسین بن ابراھیم مفتی المالکیۃ بمکۃ المشرفہ الحمیۃ کان اللہ لھما حامیاً حامداً مصلیاً مسلماً۔

تمام تعریف خدائے یکتا کے لئے ہے اور صلوٰۃ وسلام اس ذات پاک پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جو کچھ مؤلف محقق اور فاضل مدقق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیان کیا ہے کہ آپ اپنی قبر مبارک میں بقید حیات ہیں اور اسی طرح انبیاء کرام، اور آپ سلام کا جواب عطا فرماتے اور بنفس نفیس اس کو سماعت فرماتے ہیں۔ اس کام پر مامور فرشتوں کے ذریعے سننے اور کرامات اولیاء اور توسّل کے جواز سے متعلق اور اللہ تعالیٰ کا بعض اولیاء کو بعض غیبی امور سے واقف کرانا لیکن فراست اور دوسرے مختلف کشف والہام کے طریقوں سے، یہ سب واضح حق ہے۔ اور تمام تعریف کائنات کے پروردگار کے لئے ہے۔ اس کو حسین بن ابراہیم مفتی مالکیہ مکہ معظّمہ نے لکھا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کا حامی، تعریف قبول فرمانے والا برکت عطا فرمانے والا اور محافظ ہو جائے۔

الحمد للہ وحدہٗ۔ رب زدنی علما

ما نقل مولف هذه الرسالة وجامع هذه العاجلة من النقول الصريحة عن الكتب الصحيحة هو المقبول بين الانام والمنقول عن ائمة الاسلام لا شبهة فيه ولا شك يعتريه ومن خالف اجماعهم وابى اتباعهم فلا يعول عليه ولا يلتفت اليه والله سبحانه الهادي واليه استنادي وعليه اعتمادي في مبدئ و معادي وانا الفقير راجي الفيض الوهبي السيد محمد محمد الكبير الحنفي الخطيب والامام والمدرس بالمسجد الحرام غفر الله له ولوالديه واحسن اليهما واليه وصلى الله على سيدنا محمد وعلىٰ اٰله وصحبه وسلم۔

تمام تعریف خدائے وحدہ لاشریک کے لئے۔ پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما۔ اس رسالے کے مؤلف نے جو روایتیں بیان کی ہیں اور تیار مواد کو صحیح کتب کی واضح روایتوں سے جمع کیا ہے، وہ لوگوں میں مقبول اور ائمہ اسلام سے منقول ہیں۔ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ جس نے ان سب کے اجماع کی مخالفت کی اور ان کے اتباع سے انکار کیا اس پر کوئی اعتماد نہیں اور نہ اس کی طرف توجہ کی جائے گی اور اللہ سبحانہ تعالیٰ ہدایت فرمانے والا ہے، اُسی پر میرا سہارا اور اعتماد ہے، میرے آغاز وانجام میں۔ فقیر، فیض وہبی کا امیدوار سید محمد محمد عبدالکبیر حنفی امام ومدرس مسجد حرام۔ اللہ اس کو اور اس کے والدین کو مغفرت فرمائے اور ان پر احسان فرمائے۔ وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم۔

بسم الله الرحمن الرحیم۔ الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد سید المرسلین وعلیٰ اٰله وصحبه اجمعین۔ اما بعد. فقد تصفحت ما قاله هٰؤلاء الا فاضل الکمل فی شأن هذه الرسالة التی نورها مکمل فرآیتهٗ لا شئی بالنسبة الیٰ ما یستحقه النبی الکریم ومن تبعه ومشیٰ علیٰ نهجه القویم الذی قال فی حقه مولاه العظیم لو لاك ما خلقت الافلاك فمن کذب به بشئی من ذالك فهو مرحوم من شفاعته۔ هناك والله الهادی الی الصواب والیه الرجع والماب طالب عفو ربه ومُرتجیه عبد الله بن مصطفیٰ الفقیه الشافعی الخطیبی الامام بالمسجد الحرام۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔تمام تعریف پروردگار عالم کے لئے ہے اور درود وسلام ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسولوں کے سردار اور آپ کی تمام آل واصحاب پر۔ اس رسالے کے بارے میں جو کچھ ان فاضل اور کامل حضرت نے کہا ہے اُس پر میں نے غور کیا۔ اس (رسالے) کی روشنی اور وضاحت مکمل ہے۔میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن چیزوں (خصوصیات) کا استحقاق رکھتے ہیں اور وہ جنھوں نے آپ کی پیروی کی اور آپ کے مستحکم راستے پر چلے ان کے مقابلے میں یہ تو کچھ بھی نہیں۔آپ ہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا پس جو شخص ان میں سے کسی چیز کو بھی جھٹلائے تو وہ وہاں (آخرت) میں آپ کی شفاعت سے محروم رہے گا۔اور اللہ نیکی کی ہدایت دینے والا ہے۔اسی کی طرف رجوع ہونا اور لوٹنا ہے۔ اپنے پروردگار سے معافی کا خواستگار اور امیدوار عبد اللہ بن مصطفیٰ فقیہ شافعی خطیبی امام مسجد حرام۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین و علیٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد! تصفحت ما قالہ ھٰؤلاء الا فاضل الکمل فی شان ھذہ الرسالۃ التی نورھا مکمل فرأیتھا لا شئی بالنسبۃ الیٰ ما یستحقہٗ النبی الکریم ومن تبعہ ومشیٰ علیٰ منھجہٖ القویم الذی قال فی حقہ مولاہ العظیم لو لاک لولاک ما خلقت الافلاک فمن کذّب بشئی من ذالک فھو محروم من شفاعتہ ھنالک واللہ الھادی الی الصواب والیہ الرّجع والمأب۔ الشیخ علی بن ابراھیم امام الحنابلۃ فی المسجد الحرام۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمام تعریف پروردگار عالم کے لئے ہے اور درود وسلام ہمارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رسولوں کے سردار اور آپ کی تمام آل واصحاب پر۔ اس رسالے کے بارے میں جو کچھ ان فاضل اور کامل حضرت نے کہا ہے اس پر میں نے غور کیا۔ اس رسالے کی روشنی اور وضاحت مکمل ہے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن خصوصیات کا استحقاق رکھتے ہیں، اور وہ جنھوں نے آپ کی پیروی اور آپ کے مستحکم راستے پر چلے ان کے مقابلے میں یہ تو کچھ بھی نہیں (معمولی بات ہے)۔ آپ ہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ پس جو شخص ان میں سے کسی چیز کو بھی جھٹلائے تو وہ وہاں (آخرت میں) آپ کی شفاعت سے محروم رہے گا اور اللہ نیکی کی ہدایت دینے والا ہے۔ اُسی کی طرف رجوع ہونا اور لوٹنا ہے۔ اپنے پروردگار سے مغفرت کا طلب گار اور امیدوار۔ شیخ علی بن ابراہیم، امام حنابلہ مسجد حرام۔

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ۔ الذی حورہ مولانا المفتی وغیرہ ھو الصواب و الیہ المرجع لان ما ذکر فی الرسالۃ والاجوبۃ ثابت بالسنّۃ والکتاب واحسن ما مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم صاحب القصیدہ البردۃ۔ بقولہ:

دع ما ادعتہ النصاریٰ فی نبیھم
واحکم بما شئت مدحاً فیہ واحتکم

کتبہٗ عبد اللہ بن المرحوم السید محمد علیہ السلام کوجك المدرس بالمسجد الحرام بالمقام الحنفی غفر اللہ لہ ولوالدہ۔

تمام تعریف خدائے وحدہ لاشریک کے لئے ہے۔ اور صلوٰۃ وسلام اس ذات پر کہ جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جو کچھ مولانا مفتی اور دوسروں نے لکھا ہے وہ درست ہے اسی کی طرف رجوع ہونا ہے، کیوں کہ جو رسالے میں بیان کیا گیا ہے اور جوابات دئے گئے ہیں وہ سنت وکتاب (قرآن) سے ثابت ہیں۔ صاحبِ قصیدہ بردہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تعریف کی ہے وہ بہترین ہے۔ یہ کہہ کر چھوڑ دو ان باتوں کو جن کا ادعا نصاریٰ نے اپنے نبی (عیسٰی علیہ السلام) کے بارے میں کیا ہے اور آپ (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں جو چاہو حکم لگاؤ اور بیان کرو۔ اس کو لکھا عبد اللہ بن سید محمد کوچک مرحوم مدرس مسجد حرام نے مقام حنفی پر اللہ اس کو اس کے والد کی مغفرت کرے۔

الحمد لله وحده والصلوٰة علیٰ نبیه محمد واٰله وصحبه. اما بعد! فقد طالعت هذه الرسالة الشریفة ووجدت ما فیها موافقاً للحقّ جزیٰ الله مصنفا خیر الجزاء. رحمت الله

خدائے وحدہ لاشریک کے لئے تمام تعریف ہے اور اور درود اُس کے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی آل اور اصحاب پر۔ میں نے اس رسالہ شریفہ کا مطالعہ کیا اور جو کچھ اس میں ہے حق کے موافق پایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے مصنف کو بہترین جزا دے۔ رحمت اللہ

***

حضرت خواجہ محبوب اللہؓ اور آپ کی اولاد کے رشحات قلم

☆ حالات شاہ: مختصر حالات حضرت سید پرورش علی شاہؒ قدس سرہٗ

☆ گلدستہ تجلیات: سوانح حیات حضرت خواجہ محبوب اللہ قدس سرہٗ

☆ اذکار غیب: مجموعہ کلام حضرت سید محمد عثمان حسینی فائقؔ قدس سرہٗ

☆ انوار غیب: مجموعہ کلام حضرت سید یحییٰ پاشاہ حاذق قدس سرہٗ

☆ مظہر انوار: سوانح حیات حضرت سید یحییٰ پاشاہ قدس سرہٗ

☆ انوار بطحا: مجموعہ کلام حضرت فقیر پاشاہ طارق قدس سرہٗ

☆ بیعت ونسبت: مضامین حضرت سید محی الدین حسینی محی قدس سرہٗ

☆ مختصر فقہ حنبلی: مؤلفہ حضرت سید محی الدین حسینی محی قدس سرہٗ

☆ اظہار غیب: مجموعہ کلام حضرت سید عثمان حسینی ذکی قدس سرہٗ

☆ پریت کی بازی: مجموعہ کلام حضرت سید پرورش علی ناطق قادری قدس سرہٗ

☆ نغمہ محبت: مجموعہ کلام حضرت سید ابو عبداللہ الحسین شہنشاہؔ مدظلہ

☆ فکر وآگہی: مجموعہ مضامین حضرت سید عبدالقادر حسینی دستگیر پاشاہ قدس سرہٗ

☆ حکایات بخاری: مؤلفہ حضرت سید عبدالقادر حسینی دستگیر پاشاہ قدس سرہٗ

☆ گلدستہ علم وادب: مجموعہ مضامین حضرت سید بیکس نواز حسینی شارقؔ قدس سرہ

☆ اختیارات مصطفیٰ: مرتبہ حضرت ڈاکٹر سید محمود صفی اللہ حسینی وقار پاشاہ مدظلہ

☆ اسرار غیب: پہلا مجموعہ کلام حضرت ڈاکٹر سید غوث علی سعید احمد حنبلی

☆ صدف کشا: مجموعہ مضامین حضرت ڈاکٹر سید غوث علی سعید احمد حنبلی

☆ زاد آخرت: تصنیف حضرت خواجہ محبوب اللہ قدس سرہٗ

☆ افکار غیب: مجموعہ کلام حضرت خواجہ محبوب اللہ قدس سرہٗ

☆ ماموراالوظائف: مؤلفہ حضرت سید محمد عثمان حسینی فائق قدس سرہٗ

☆ نور بصیرت: مجموعہ مضامین حضرت سید یحییٰ پاشاہ قدس سرہٗ

☆ نور ہدایت: مؤلفہ حضرت سید یحییٰ پاشاہ قدس سرہٗ

☆ گفتار غیب: مجموعہ کلام حضرت سید محی الدین حسینی محی قدس سرہٗ

☆ باران رحمت: مضامین حضرت سید محی الدین حسینی محی قدس سرہٗ

☆ انوار مدینہ: مجموعہ کلام حضرت سید ابراہیم حسینی واثق قدس سرہٗ

☆ نغمہ فطرت: مجموعہ کلام حضرت سید محمد صدیق حسینی عارفؔ مدظلہٗ

☆ بہارِ غیب: مجموعہ کلام حضرت سید ابو عبداللہ الحسین شہنشاہ قادری مدظلہ

☆ باران حکمت: مجموعہ مضامین حضرت سید ابو عبداللہ الحسین شہنشاہ مدظلہ

☆ فضائل النوافل: مجموعہ احادیث مؤلفہ حضرت ڈاکٹر دستگیر پاشاہ قدس سرہٗ

☆ بوئے طیبہ: مجموعہ کلام حضرت سید بیکس نواز حسینی شارقؔ قدس سرہٗ

☆ علم غیب مصطفیٰ: مرتبہ حضرت ڈاکٹر سید محمود صفی اللہ حسینی وقار پاشاہ مدظلہ

☆ استقبال تجلیات: مرتبہ حضرت ڈاکٹر سید غوث علی سعید احمد حنبلی

☆ حکمت شار: دوسرا مجموعہ کلام حضرت ڈاکٹر سید غوث علی سعید احمد حنبلی

☆ الخطب الجمعیۃ: مجموعہ خطبات حضرت ڈاکٹر سید غوث علی سعید احمد حنبلی

☆ گلدستہ ارشادات: ''شرح ارشادات حضرت خواجہ محبوب اللہ قدس سرہٗ'' شارح: حضرت ڈاکٹر سید غوث علی سعید احمد حنبلی

Light of Guidance (English Version Of Noor-e-Hidayat) By Aafia Husaini

ملنے کے پتے

درگاہ حضرت خواجہ محبوب اللہؓ قاضی پورہ حیدر آباد

دفتر محی اکیڈمی: متصل مسجد عمر فاروق نواب صاحب کنٹہ